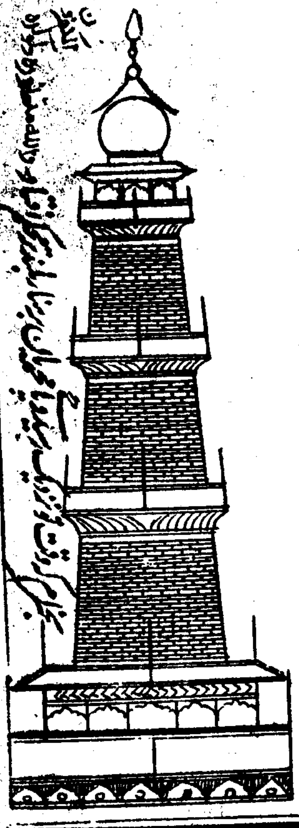
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳



انّ اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّی یغیّروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ

الحکم

چراغ ہم با تو گرانی چپا در قادیان ہیں | دوا ہمیں شفا ہمیں غرض دارالامان ہیں

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے صہ (۲) خواص و صاحب مقدرت سے ۷ (۳) ہندوستان سے باہر ۲ (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والوں کو ۱۲

نمبر ۱۷ | دارالامان قادیان مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

امور منزلیہ	صفحہ اول
دارالامان کا ہفتہ۔ الہامات وکشوف	"
حضرت حجۃ اللہ کی تقریر بجلسۃ الوداع کی تقریب پر	صہ ۲
تفسیر القرآن من مسیح الزمان۔	صہ ۳ و ۴
تحقیقات مسئلہ عزاداری	صہ ۵
خطبہ عید الضحےٰ	" ۶
برہموں کے بعض دلچسپ حالات	صہ ۷ و ۸
التبلیغ	" ۸
مذہبی گذارش لائق توجہ گورنمنٹ	۹ - ۱۰
مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج	صہ ۱۰
زلزلہ کی خبریں	صہ ۱۱
نصرۃ الحق	صہ ۱۱-۱۲
رسید زر آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان	صہ ۱۳
محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری۔	
اشتہار	صہ ۱۳
اشتہارات	صہ ۱۴

امور منزلیہ

نیاز مند ایڈیٹر الحکم اپنے محسن مولیٰ کریم کی لا انتہا فضل و کرم میں سے کسی ایک کی بھی شکرگزاری کے قابل نہیں اسکے احسانات اس عجز پر لاتعد ولاتحصی ہیں۔ اس سے بڑھکر کیا احسان ہوگا کہ اسنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کا ایک عظیم الشان کام اپنے فضل سے سپرد کیا جو وہ الحکم کے ذریعہ شان مہدویت کے اظہار میں کر رہا ہے۔ پھر بقائے نوع کی فطری خواہش کے تقاضے کو اس ودود و کریم ربنے اولاد عطا فرما کر پورا کیا۔ چنانچہ ۱۸ مئی ۱۹۰۵ء کو جبکہ اسکے دن دو چار منٹ باقی تھے اس نے اپنے تازہ احسان سے اس عاجز کو بہرہ مند فرمایا یعنے اسکو محض اپنے ہی کرم سے پانچواں بچہ اور میسرا لڑکا عطا فرمایا۔ والحمد للہ علے ذالک۔ مولیٰ کریم میں محض ایک ناکارہ اور گمنام شخص تھا تیرے ہی فضل نے مجھے اٹھایا اور مسیح موعود کے قدموں میں لا ڈالا اور پھر تیرے انعام واکرام سے تونے مجھے مالامال کر دیا میں تیری نعمتوں کا شکر کس زبان سے کروں۔ ناظرین الحکم! اپنے خادم کی خوشی میں یقیناً شریک ہونگے میں انسے بمنت التجا کرتا ہوں کہ وہ نہایت توجہ اور اخلاص کیساتھ اپنے خادم کیلئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کو میرے لئے میری قوم اور ملک کے لئے **مبارک کرے**۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا **سچا خادم** ہو سچے مسلمانوں کا پورا نمونہ ہو۔ اللہ تعالیٰ خدمت دین اور نوع انسان کی بھلائی میں اسکی عمر دراز کرے وہ نافع الناس وجود ہو اور میرے لئے **باقیات الصالحات** کا سچا نمونہ۔ آمین

آمین
این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

پھر مولیٰ کریم کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے نیک ۔۔۔
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کا خاندان خدا کے فضل وکرم سے ہر طرح خیریت سے ہے۔ اعلیٰ حضرت ابھی تک باغ میں ہی رونق افروز ہیں۔ براہین احمدیہ کی پانچویں جلد لکھ رہے ہیں اور بہت بڑا حصہ آپکا دعا میں گذرتا ہے۔

۲۔ بزرگان ملت بھی حضور کے زیرسایہ باغ ہی میں خدا کی یاد اور خدمت دین میں مصروف ہیں۔

۳۔ ہفتہ زیراشاعت میں جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور سے جناب مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور سے تشریف لائے اور دو چار روز فیض صحبت حاصل کرکے واپس تشریف لے گئے۔

جناب شیخ طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ سررشتہ چونگی جنہوں نے اپنے علاقہ میں ایک سرگرم اور مخلص فرد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہیں تین ہفتہ کی رخصت لیکر دارالامان وارد ہوئے اور کونوا مع الصادقین پر عمل کرکے فیض اٹھا رہے ہیں ایک بزرگ الہ آباد کے باشندہ بنارس سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ بابو شاہ دین صاحب اسٹیشن ماسٹر جن سے الحکم کے ناظرین خوب واقف ہیں کئی مہینوں کے لئے رخصت لیکر آئے ہیں۔ مکرمی سید امیر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر واپس چلے گئے۔

۴۔ مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی امروہہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ وہاں جسقدر مخالفت کا بازار گرم ہے اسیقدر فاضل امروہی اور سید آل محمد صاحب تبلیغ کیلئے سرگرم ہیں مولانا اپنی مجالس میں قرآنی حقائق ومعارف بیان فرماتے ہیں اور مخالف یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہوکر لوگوں کو شمولیت سے روکتے اور نامراد رہتے ہیں۔

ہفتہ زیراشاعت کے تازہ الہامات وکشوف حسب ذیل ہیں۔

الہامات وکشوف

۱۰ مئی ۱۹۰۵ء۔ کیا عذاب کا معاملہ درست ہے اگر درست ہے تو کس حد تک۔

۱۳ مئی ۱۹۰۵ء خواب میں دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت میں ہیں اور ایک مقدمہ پیش ہو رہا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ملتی چانم ۔۔۔ ہے اور اسکا سررشتہ دار ہمارے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم ہیں اور ہم تینوں ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم گویا مدعی ہیں اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے مجسٹریٹ نے سررشتہ دار سے کان میں کچھ کہا جسکو ہم نے بھی سن لیا وہ کہتا ہے کہ ۹ طلبانہ داخل کردیں اور فریق ثانی کو بلایا جاوے ہم نے جیب سے ۹ دیدے اور فریق مخالف کو طلب کیا گیا۔

۱۴ مئی ۱۹۰۵ء میاں محمد اسحاق حضرت میر ناصر نواب صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ بیمار تھا ڈاکٹر صاحب کی رائے میں حالت اچھی نہ تھی فرمایا میں نے دعا کی اور دعا کی اصل وجہ تو شماتت اعدا تھی ورنہ اولاد ہو یا کوئی اور عزیز موت فوت تو ساتھ ہی ہے غرض جب میں دعا کر رہا تھا تو یہ الہام ہوا۔

اطلاع:۔ ہمیں ایک ضروری ذاتی کام کیلئے ۔۔۔ جانا پڑا ۔۔۔ اسلئے اخبار دو دن بعد شائع ہوا یہی وجہ ہے کہ ۱۸۔ کا واقعہ بھی درج کردیا ہے۔ ایڈیٹر۔

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسہ ۱۹۰۵ء کی تقریب پر

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ [illegible] ساعت عسرت میں آپکے ساتھ ہوئے [illegible] وقت خطرناک آزمائش کا تھا [illegible] جب [illegible] وقت آیا تو [illegible] آپ [illegible] اور آپکے سامنے ہی [illegible] تلوار [illegible] میں سے ہر ایک پوری [illegible] نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابو بکر صدیق [illegible] ساتھ دیا اور ایک غار میں جسکو غار ثور [illegible] جاتے تھے شریر کفار جو آپکی ایذا رسانی [illegible] آپکو تلاش کرتے ہوئے اس [illegible] پہنچ گئے حضرت ابو بکر صدیق نے عرض [illegible] بالکل [illegible] آ پہنچے ہیں اور اگر [illegible] نگاہ کی تو وہ دیکھ لیگا اور ہم [illegible] ہو جاوینگے۔ اسوقت آپ نے فرمایا

لا تحزن ان اللہ معنا

[illegible] اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ [illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ یہ فرمایا ان اللہ معنا معنا میں آپ دونوں شریک ہیں اور [illegible] ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پہلو پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا ہے اور [illegible] حضرت صدیق کو۔ اسوقت دونو ابتلا میں ہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانیوالا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آکر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گذر اور دخل کیسے ہوگا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے کبوتر نے انڈے دئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے انکو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھے آتے ہیں۔ لیکن آپ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپ اپنے رفیق صادق صدیق کو فرماتے ہیں

لا تحزن ان اللہ معنا

یہ الفاظ بڑی صفائی کیساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں [illegible] اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پروا نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لینگے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کیلئے تو یہ نمونہ کافی ہے۔ ابو بکر صدیق کی شجاعت کیلئے ایک دوسرا گواہ اس واقعہ کے سوا اور بھی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر نکلے کہ اگر کوئی کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا ہے تو میں اسے قتل کرونگا۔ ایسی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق نے بڑی جرأت اور دلیری سے کلام کیا اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے ایک رسول ہی ہیں اور آپ سے پہلے جسقدر نبی ہو گذرے ہیں سب نے وفات پائی ہے۔ اس پر وہ جوش فرو ہوا۔ اس کے بعد بادیہ نشین اعراب مرتد ہو گئے۔

ایسے نازک وقت کی حالت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوں ظاہر کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا ہے اور بعض جھوٹے مدعی نبوت کے ہو گئے ہیں اور بعضوں نے نمازیں چھوڑ دیں اور رنگ بدل گیا ہے۔ ایسی حالت میں اور اس مصیبت میں میرا باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین ہوا۔ میرے باپ پر ایسے ایسے غم آئے کہ اگر پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی نابود ہو جاتے۔ اب غور کرو کہ مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑنے پر بھی ہمت اور حوصلہ کو نہ چھوڑنا کسی معمولی انسان کا کام نہیں۔ یہ استقامت صدق ہی کو چاہتی تھی اور صدیق ہی نے دکھائی۔ ممکن نہ تھا کہ کوئی دوسرا اس خطرہ کو سنبھال سکتا۔ تمام صحابہ اسوقت موجود تھے۔ کسی نے نہ کہا کہ میرا حق ہے۔ وہ دیکھتے تھے کہ ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ اس آگ میں کون پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حالت میں ہاتھ بڑھا کر آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب نے یکے بعد دیگرے بیعت کر لی۔ یہ انکا ہی صدق تھا کہ اس فتنہ کو فرو کیا اور ان موذیوں کو ہلاک کیا۔ مسیلمہ کے ساتھ ایک لاکھ آدمی تھا اور اسکے مسائل اباحت کے مسائل تھے لوگ اسکی اباحتی باتوں کو دیکھ دیکھ کر اسکے مذہب میں شامل ہو جاتے تھے لیکن خدا تعالیٰ نے اس بیعت کو ثبت کیا اور ساری مشکلات کو آسان کر دیا۔

خون مسیح پر ایمان لانا بھی سہل ہوا ہے کیونکہ ایمان لانے سے ایک تو روٹی مل جاتی ہے دوسرے اباحت کی زندگی چاہیے تو اللہ اکبر کی آواز سننے پر نماز کیلئے اٹھنا پڑتا اور اب یہ خیال کہ خون مسیح پر ایمان لا کر رات کو شراب پی کر سو گئے اور جب جی چاہا اٹھے کوئی باز پرس نہیں کچھ بندش نہیں۔ ایسی حالت میں لوگوں کا رجوع عیسائیت کیطرف ہونا لازمی امر ہے۔ لوگوں کی حالت کچھ اس قسم کی ہو گئی ہے۔ کہتے ہیں

ایہہ جہان مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا

اس جہان میں بدمعاشیاں کر لو۔ آگے دیکھا جاویگا۔ اس قسم کے لوگ روٹی بے قیدی اور آرام کی زندگی عیسائیت ہی میں پا سکتے ہیں ان کیلئے کوئی ضروری امر نہیں خواہ دس برس تک بھی غسل جنابت نہ کریں۔ پس ان لوگوں کو جو عیسائی ہوئے ہیں دیکھ کر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ یہ دہریہ منش جو مرتد ہوئے ہیں اگر عیسائی نہ ہوتے تو باطنی طور پر بھی مرتد ہی تھے۔ چار قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک ازلی کافر جو بے قیدی اور اباحت کی زندگی کو چاہتے ہیں اور تین قسم کے مومن۔ ظالم لنفسہ۔ مقتصد۔ سابق بالخیرات۔ پہلی قسم کے مومن وہ ہیں جو ظالم ہیں یعنے ان پر کچھ جذبات نفس غالب آ جاتے ہیں۔ دوسرے میانہ رو اور تیسرے خیر مجسم۔

اب ازلی کافر جو نفس کے غلام اور بندے ہیں جنکی غرض و غایت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ بے قیدی کی زندگی بسر ہو اور روپیہ بھی مل جاوے انکو اسلام سے کیا مناسبت۔ وہ تو عیسائیت کو پسند کرینگے جہاں تنخواہ ملجاوے اور کسی چیز کی ضرورت نہ رہے۔ گرجا میں گئے تو وہاں بھی محض اس غرض سے کہ خوبصورت عورتیں اچھے لباس میں رہاتی ہیں وہاں بدنظری کیلئے جا بیٹھے۔ غرض اس قسم کی اباحتی زندگی والوں کو اسلام سے کوئی مناسبت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس زمانہ میں بھی مسیلمہ نے اباحتی رنگ میں لوگوں کو جمع کر رکھا تھا۔ ایسے وقت میں حضرت ابو بکر خلیفہ ہوئے تو انسان خیال کر سکتا ہے کہ کسقدر مشکلات پیدا ہوئے ہونگے اگر وہ قوی دل نہ ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اسکے ایمان میں نہ ہوتا تو بہت ہی مشکل پڑتی اور گھبرا جاتا لیکن صدیق نبی کا ہمسایہ تھا آپکے اخلاق کا اثر اس پر پڑا ہوا تھا اور دل نور یقین سے بھرا ہوا تھا اسلئے وہ شجاعت اور استقلال دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسکی نظیر ملنی مشکل ہے انکی موت اسلام کی زندگی تھی۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر کسی لمبی بحث کی حاجت ہی نہیں اس زمانہ کے حالات پڑھ لو اور پھر جو اسلام کی خدمت ابو بکر نے کی ہے اسکا اندازہ کر لو۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ابو بکر صدیق اس اسلام کیلئے آدم ثانی ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی نہ ہوتا۔ ابو بکر صدیق کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اسلام کو دوبارہ قائم کیا۔ اپنی قوت ایمانی سے کل باغیوں کو سزا دی۔ اور امن کو قائم کر دیا۔ اسی طرح پر جیسے خدا تعالیٰ نے فرمایا اور وعدہ کیا تھا کہ میں سچے خلیفہ پر امن کو قائم کرونگا۔ یہ پیشگوئی حضرت صدیق کی خلافت پر پوری ہوئی اور آسمان نے اور زمین نے عملی طور پر شہادت دیدی۔

پس یہ صدیق کی تعریف ہے کہ اس میں صدق اس مرتبہ اور کمال کا ہونا چاہیے۔ نظائر سے مسائل بہت جلد حل ہو جاتے ہیں۔ اگر گذشتہ زمانہ میں اسکی نظیر دیکھی جاوے تو پھر یوسف کا صدق ہے ایسا صدق دکھایا کہ یوسف صدیق کہلایا۔ ایک خوبصورت معزز اور جوان عورت جو بڑی بڑے دعوے کرتی ہے عین تنہائی اور خلوت میں ارتکاب فعل بد چاہتی ہے لیکن آفرین ہے اس صدیق پر کہ خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑنا پسند نہ کیا اور اسکو بالمقابل ہر قسم کی دقت اور دکھ اٹھانے پر آمادہ ہو گیا یہاں تک کہ قید کی زندگی بسر کرنی منظور کر لی۔ چنانچہ کہا رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔ یعنے یوسف نے دعا کی کہ اے رب مجھکو قید پسند ہے اس بات سے جسکی طرف وہ مجھے بلاتی ہیں۔ اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکیزہ فطرت اور غیرت نبوت کا کیسا پتہ لگتا ہے کہ دعا میں اس امر کا ذکر نہیں کیا کہ [illegible] یوسف اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کا گرویدہ اور عاشق زار تھا اسکی نظر میں اپنے محبوب کے سوا دوسرا کوئی بات جچ سکتی نہ تھی وہ ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ حدود اللہ کو توڑیں۔

کہتے ہیں کہ ایک لمبا زمانہ جو ۱۲ برس کے قریب بتایا جاتا ہے وہ جیل میں رہے لیکن اس عرصہ میں کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آیا اللہ تعالیٰ اور اسکی تقدیر پر پورے راضی رہے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کو کوئی عرضی بھی نہیں دی کہ انکے معاملہ کو سوچا جاوے یا انہیں رہائی دیجاوے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس اثنا میں عورتوں نے تکالیف کا سلسلہ بڑھا دیا کہ کسیطرح وہ پھسل جاویں مگر اس صدیق نے اپنا صدق نہ چھوڑا۔ خدا نے انکو صدیق مشہور کیا جیسی صدیق کا ایک مقام ہے کہ دنیا کی کوئی آفت کوئی تکلیف اور ذلت اسے حدود اللہ کے توڑنے پر آمادہ نہیں کر سکتی جسقدر اذیتیں اور بلائیں بڑھتی جاویں وہ اس مقام صدق کو زیادہ مضبوط اور لذیذ بناتی جاتی ہیں خلاصہ یہ کہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ جب انسان ایاک نعبد کہکر صدق اور وفاداری سے قدم اٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک بڑی نہر صدق کی کھول دیتا ہے جو اسکی قلب پر گرتی ہے

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

پس یہی ایک کامل لطیفہ ہے جسکا التزام اسصورت مین کیا گیا پھر تیسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ باوجود التزام فصاحت وبلاغت یہہ کمال دکہلایا ہے کہ محامد الہیہ کے ذکر کرنے کے بعد جو فقرات دعا وغیرہ کے بارہ مین لکھے ہین اون کو ایسے عمدہ طور پر بطور لف ونشر مرتب کے بیان کیا ہے ـ جسکا صفائی سے بیان کرنا باوجود رعایت تمام مدارج فصاحت وبلاغت کے بہت مشکل ہوتا ہے اور جو لوگ سخن مین صاحب مذاق ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ اس قسم کے لف ونشر کیسا نازک اور دقیق کام ہے ـ اسکی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالے نے اول محامد الہیہ مین فیوض اربعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ رب العالمین ہے رحمان ہے رحیم ہے مالک یوم الدین ہے اور پھر بعد اسکے فقرات نعبد اور استعانت اور دعا اور طلب جزا کو انہین کے ذیل مین اس لطافت سے لکہا ہے کہ جس فقرہ کو کسی قسم فیض سے نہایت مناسبت تہی اُسی کے نیچے وہ فقرہ درج کیا چنانچہ رب العالمین کے مقابلہ پر ایاک نعبد لکہا کیونکہ ربوبیت سے استحقاق عبادت شروع ہو جاتا ہے پس اُسی کے نیچے اور اُسی کے محاذات مین ایاک نعبد کا لکہنا نہایت موزون اور مناسب ہے اور رحمان کے مقابلہ پر ایاک نستعین لکہا کیونکہ بندہ کیلئے اعانت الٰہی جو توفیق عبادت اور ہر یک اسکے مطلوب مین ہوتی ہے جسپر اوسکی دنیا اور آخرت کی صلاحیت موقوف ہے یہ اوس کے کسی عمل کا پاداش نہین بلکہ محض صفت رحمانیت کا اثر ہے پس استعانت کو صفت رحمانیت سے بہ شدت مناسبت ہے اور رحیم کے مقابلہ پر اھدنا الصراط المستقیم لکہا کیونکہ دعا ایک مجاہدہ اور کوشش ہے اور کوششوں پر جو ثمرہ مترتب ہوتا ہے وہ صفت رحیمیت کا اثر ہے اور مالک یوم الدین کے مقابلہ پر صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین لکہا کیونکہ امر مجازات مالک یوم الدین کے متعلق ہے سو ایسا فقرہ جسمین طلب انعام اور عذاب سے بچنے کی درخواست ہے اوسکے نیچے رکہنا موزون ہے ـ

چوتہا لطیفہ یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ مجمل طور پر تمام مقاصد قرآن شریف پر مشتمل ہے گویا یہ سورہ مقاصد قرآنیہ کا ایک اعجاز لطیف ہے اسی کی طرف اللہ تعالے نے اشارہ فرمایا ہے انا اتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم یعنے ہم نے تجھے اے رسول سات آیتین سورۃ فاتحہ کی عطا کی ہین جو مجمل طور تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہین اور اون کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورہ الجامع ہے ـ ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ اُس سے مستخرج ہوتے ہین اور سورۃ الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورت اجمالی مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑہا گویا اوس نے سارے قرآن کو پڑہ لیا غرض قرآن کریم اور حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ سورۃ فاتحہ ممدوحہ ایک آئینہ قرآن نما ہے جس کی تصریح یہ ہے کہ قرآن شریف کے مقاصد مین سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام محامد کاملہ باری تعالے کو بیان کرتا ہے اور اُسکی ذات کے لئے جو کمال تام حاصل ہے اوسکو بوضاحت بیان فرماتا ہے سو یہ مقصد الحمد للہ مین بطور اجمال آگیا کیونکہ اوس کے یہ معنی ہین کہ تمام محامد کاملہ اللہ کے لئے ثابت ہین جو مستجمع جمیع کمالات اور مستحق جمیع عبادات ہے دوسرا مقصد قرآن شریف کا یہ ہے کہ وہ خدا کا صانع کامل ہونا اور خالق العالمین ہونا ظاہر کرتا ہے اور عالم کے ابتداء کا حال بیان فرماتا ہے اور جو دائرہ عالم مین داخل ہو چکا اوسکو مخلوق ٹھیراتا ہے اور اُن امور کے جو لوگ مخالف ہین اون کا کذب ثابت کرتا ہے سو یہ مقصد رب العالمین مین بطور بطور اجمال آگیا ـ تیسرا مقصد قرآن شریف کا خدا کا فیضان بلا استحقاق ثابت کرنا اور اوسکی رحمت عامہ کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد لفظ رحمان مین بطور اجمال آگیا ـ چوتہا مقصد قرآن شریف کا خدا کا وہ فیضان ثابت کرنا ہے جو محنت اور کوشش پر مترتب ہوتا ہے سو یہ مقصد لفظ رحیم مین آگیا ـ پانچوان مقصد قرآن شریف کا عالم معاد کی حقیقت بیان کرنا ہے سو یہ مقصد مالک یوم الدین مین آگیا ـ چھٹا مقصد قرآن شریف کا اخلاص اور عبودیت اور تزکیہ نفس عن غیر اللہ اور علاج امراض روحانی اور اصلاح اخلاق ردیہ اور توحید فی العبادت کا بیان کرنا ہے سو یہ مقصد ایاک نعبد مین بطور اجمال آگیا ـ ساتوان مقصد قرآن شریف کا ہر یک کام مین فاعل حقیقی خدا کو ٹھیرانا اور تمام توفیق اور لطف اور نصرت اور ثبات علے الطاعت اور عصمت عن العصیان اور حصول جمیع اسباب خیر اور صلاحیت دنیا و دین اسی کیطرف سے اقرار دینا اور اون تمام امور مین اسی سے مدد چاہنے کے لئے تاکید کرنا سو یہ مقصد ایاک نستعین مین بطور اجمال آگیا ـ آٹھوان مقصد قرآن شریف کا صراط مستقیم کے دقایق کو بیان کرنا ہے اور پھر اوسکی طلب کے لئے تاکید کرنا کہ دعا اور تضرع سے اوسکو طلب کرین سو یہ مقصد اھدنا الصراط المستقیم مین بطور اجمال کے آگیا ـ نوان مقصد قرآن شریف کا اون لوگون کا طریق وخلق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا انعام و فضل ہوا تا طالبین حق کے دل جمعیت پکڑین سو یہ مقصد صراط الذین انعمت علیھم مین آگیا ـ دسوان مقصد قرآن شریف کا اُن لوگون کا خلق وطریق بیان کرنا ہے جنپر خدا کا غضب ہوا ـ یا جو راستہ بھولکر انواع اقسام کی بدعتون مین پڑ گئے تا حق کے طالب اُنکی راہون سے ڈرین سو یہ مقصد غیر المغضوب علیھم ولا الضالین مین بطور اجمال آگیا ہے یہہ مقاصد عشرہ ہین جو قرآن شریف مین مندرج ہین ـ جو تمام صداقتون کا اصل الاصول ہین سو یہ تمام مقاصد سورۃ فاتحہ مین بطور اجمال آ گئے ـ

پانچوان لطیفہ سورہ فاتحہ مین یہ ہے کہ وہ اُس اتم اور اکمل تعلیم پر مشتمل ہے کہ جو طالب حق کے لئے ضروری ہے اور جو ترقیات قربت اور معرفت کے لئے کامل دستور العمل ہے کیونکہ ترقیات قربت کا شروع اُس نقطہ سے ہے کہ جب سالک اپنے نفس پر ایک موت قبول کر کے اور سختی اور آزارکشی کو روا رکہہ کر اُن تمام نفسانی خواہشون سے خالصاً للہ دست کش ہو جائے کہ جو اوس مین اور اوس کے مولی کریم مین جدائی ڈالتے ہین اور اوس کے موہنہ کو خدا کیطرف سے پھر کر اپنی نفسانی لذات اور جذبات اور عادات اور خیالات اور ارادات اور نیز مخلوق کیطرف پہیرتے ہین اور اون کے خوفون اور اُمیدون مین گرفتار کرتے ہین اور ترقیات کا اوسط درجہ وہ ہے کہ جو جو ابتدائی درجہ مین نفس کشی کیلئے تکالیف اُٹھائی جاتی ہین اور حالت معتادہ کو چھوڑ کر طرح طرح کے دُکہہ سہنے پڑتے ہین وہ سب آلام صورت انعام مین ظاہر ہو جائین اور بجائے مشقت کے لذت اور بجائے رنج کے راحت اور بجائے تنگی کے انشراح اور بشاشت نمودار ہو ـ اور ترقیات کا اعلے درجہ وہ ہے کہ سالک اسقدر خدا اور اوس کے ارادون اور خواہشون سے اتحاد اور محبت اور یک جہتی پیدا کرلے کہ اوسکا تمام اپنا عین واثر جاتا رہے اور ذات اور صفات الہیہ بلا شائبہ ظلمت اور بلا توہم حالیت ومحلیت اوسکے وجود آئینہ صفت مین منعکس ہو جائین اور فنا اتم کے آئینہ کے ذریعہ سے جسنے سالک مین اور اوسکی نفسانی خواہشون مین غایت درجہ کا بعد ڈالدیا ہے انعکاس ربانی ذات اور صفات کا نہایت صفائی سے دکہائی دے ـ اس تقریر مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جسمین وجودیون یا ویدانتیون باطل خیال کی تائید ہو کیونکہ انہون نے خالق اور مخلوق مین جو ابدی امتیاز ہے شناخت نہین کیا اور اپنے کشوف مشتبہ دہوکہ سے کہ جو سلوک ناتمام کی حالت مین اکثر پیش آجاتے ہین یا جو سودا انگیز ریاضتون کا ایک نتیجہ ہوتا ہے سخت مغالطات کے بیچ مین پڑ گئے یا کسی نے سکر اور بیخودی کی حالت مین جو ایک قسم کا جنون ہے اُس فرق کو نظر سے ساقط کر دیا کہ جو خدا کی روح اور انسان کے روح مین باعتبار طاقتون اور قوتون اور کمالات اور تقدسات کے ہے ورنہ ظاہر ہے کہ قادر مطلق کہ جسکے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہین اور جس کیطرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہین ہو سکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیونکر اوس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو اُن سب بلاؤن مین مبتلا ہے کیا انسان جسکی روحانی ترقیات کے لئے اسقدر حالات منتظرہ ہین جنکا کوئی کنارہ نظر نہین آتا وہ اوس ذات صاحب کمال تام سے مشابہ یا اسکا عین ہو سکتا ہے جسکے لئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہین ؟ کیا جس کی ہستی فانی اور جسکی روح مین صریح مخلوقیت کے نقصان پائے جاتے ہین وہ باوجود اپنی تمام آلائشون اور کمزوریون اور ناپاکیون اور عیبون اور نقصانون کے اُس ذات جلیل الصفات سے برابر ہو سکتا ہے جو اپنی خوبیون اور پاک صفتون مین ازلی ابدی طور پر اتم اور اکمل ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یصفون ـ بلکہ اس تیسرے قسم کی ترقی سے ہمارا مطلب یہہ ہے کہ سالک

خدا کی محبت مین ایسا فانی اور مستہلک ہوجاتا ہے اور اسقدر ذات بیچون و بیچگون اپنی تمام صفات کاملہ کے ساتہہ اُس سے قریب ہوجاتی ہے کہ الوہیت کے تجلیات اُس کے نفسانی جذبات پر ایسے غالب آجاتے ہین اور ایسے اوسکو اپنی طرف کہینچ لیتے ہین جو اوسکو اپنے نفسانی جذبات سے بلکہ ہریک سے جو نفسانی جذبات کا تابع ہو مغائرت کلّی اور عداوت ذاتی پیدا ہوجاتی ہے اور اسمین اور قسم دویم کی ترقی مین فرق یہہ ہے کہ گو قسم دویم مین بہی اپنے رب کی مرضی سے موافقت تامہ پیدا ہوجاتی ہے اور اوسکا ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے مگر ہنوز اوس مین ایسا تعلق باللہ نہین ہوتا کہ جو ماسوی اللہ کے ساتہہ عداوت ذاتی پیدا ہوجانے کا موجب ہو اور جس سے محبت الٰہی صرف دل کا مقصد ہی نہ رہے بلکہ دل کی سرشت بہی ہوجائے۔ غرض قسم دویم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ کرنا اور اوس کے غیر سے عداوت رکہنا سالک کا مقصد ہوتا ہے اور اوس مقصد کے حصول سے وہ لذّت پاتا ہے لیکن قسم سوم کی ترقی مین خدا سے موافقت تامہ اور اوسکے غیر سے عداوت خود سالک کی سرشت ہوجاتی ہے جس سرشت کو وہ کسی حالت مین چہوڑ نہین سکتا کیونکہ انفکاک الشیٔ عن نفسہ محال ہے برخلاف قسم دوم کے کہ اسمین انفکاک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہین پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن مین نہین وجہہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت مین خدا کی محبت اور اوسکے غیر کی عداوت داخل نہین تب تک کچہہ رگ و ریشہ ظلم کا اسمین باقی ہے کیونکہ اوس نے ربوبیّت کو جیسا کہ چاہیئے تہا ادا نہین کیا اور نعماء تام حاصل کرنے سے ہنوز قاصر ہے لیکن جب اسکی سرشت مین محبت الٰہی اور موافقت باللہ بخوبی داخل ہوگئی یہانتک کہ خدا اُس کے کان ہوگیا جن سے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکہین ہوگیا جن سے وہ دیکہتا ہے اور اوسکا ہاتہہ ہوگیا جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پانو ہوگیا جس سے وہ چلتا ہے۔ تو پہر کوئی ظلم اسمین باقی نہ رہا اور ہریک خطرہ سے امن مین آگیا۔ اسی درجہ کیطرف اشارہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اُولٰئک لھم الامن وھم مھتدون اب سمجہنا چاہیئے کہ یہہ ترقیات ثلاثہ کہ جو تمام علوم و معارف کا اصل الاصول بلکہ تمام دین کا لب لباب ہے سورۃ فاتحہ مین بتمامتر خوبی و رعایت ایجاز دخوش اسلوبی بیان کئے گئے ہین۔

چنانچہ پہلی ترقی کہ جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لیئے اوّل قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم کیونکہ ہریک قسم کی کجی اور بے راہی سے باز آکر اور بالکل رو بخدا ہوکر راہ راست کو اختیار کرنا یہہ وہی سخت گہاٹی ہے جسکو دوسرے لفظون مین فنا سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ امور مالوفہ اور معتادہ کو یک لخت چہوڑ دینا اور نفسانی خواہشون کو جو ایک عمر سے عادت ہوچکی ہے یکدفعہ ترک کرنا اور ہریک ننگ اور ناموس اور عجب اور ریا سے مونہہ پہیر کر اور تمام ماسوا اللہ کو کالعدم سمجہہ کر سیدہا خدا کیطرف رُخ کرلینا حقیقت مین ایک ایسا کام ہے جو موت کے برابر ہے اور یہہ موت روحانی پیدائش کا مدار ہے اور جیسے دانہ جبتک خاک مین نہین ملتا اور اپنی صورت کو نہین چہوڑتا تب تک نیا دانہ وجود مین آنا غیر ممکن ہے اسی طرح روحانی پیدائش کا جسم اس فنا سے طیار ہوتا ہے جون جون بندہ نفس شکست پکڑتا جاتا ہے اور اوسکا فعل اور ارادت اور رو بخلق ہونا فنا ہوتا جاتا ہے تون تون پیدائش روحانی کے اعضا بنتے جاتے ہین یہانتک کہ جب فناء اتم حاصل ہوجاتی ہے تو وجود ثانی کی خلعت عطا کی جاتی ہے اور ثم انشاناہ خلقنا اٰخر کا وقت آجاتا ہے اور چونکہ یہہ فناء اتم بغیر نصرت و توفیق و توجہ خاص قادر مطلق کے ممکن نہین اس لئے یہہ دعا تعلیم کی یعنی اھدنا الصراط المستقیم جسکے یہہ معنے ہین کہ اے خدا ہم کو راہ راست پر قایم کر اور ہریک طور کی کجی اور بے راہی سے نجات بخش اور یہ کامل استقامت اور راست روی جسکو طلب کرنے کا حکم ہے نہایت سخت کام ہے اور اول دفعہ مین اسکا حملہ سالک پر ایک شیر ببر کیطرح ہے جس کے سامنے موت نظر آتی ہے پس اگر سالک ٹہر گیا اور اوس موت کو قبول کرلیا تو پہر بعد اسکے کوئی اسے سخت موت نہین اور خدا اس سے زیادہ تر کریم ہے کہ پہر اوسکو یہہ جلتا ہوا دوزخ دکہاوے غرض یہہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلّی شکست پہونچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہریک خودروی کے فعل سے بیکبارگی دست کش ہونا پڑتا ہے اور یہ مرتبہ سیر و سلوک کے مراتب مین سے وہ مرتبہ ہے جس مین انسانی کوششون کا کچہہ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بخوبی پیشرفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششین اور سالکین کی محنتین ختم ہوجاتی ہین اور پہر بعد اسکے خاص مواہب سماوی ہین جنمین بشری کوششون کو کچہہ دخل نہین بلکہ خود خدا تعالےٰ کی طرف سے عجائبات سماوی کی سیر کرانے کے لئے غیبی سواری اور آسمانی بُراق عطا ہوتا ہے۔

اور دوسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لیئے دوسرا قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے۔ صراط الذین انعمت علیھم یعنی ہمکو اُن لوگون کا راہ دکہلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے۔ اس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہین اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتین پاتے ہین۔ شداید سے خالی نہین ہین بلکہ اس دار الابتلا مین ایسی ایسی شدتین اور صعوبتین اُنکو پہونچتی ہین کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتین تو مدد ایمانی اُسکی منقطع ہوجاتی۔ لیکن اس جہت سے اُن کا نام منعم علیہم رکہا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبہ محبت آلام کو برنگ انعام دیکہتے ہین اور ہریک رنج یا راحت جو دوست حقیقی کیطرف سے اُنکو پہنچتی ہے بوجہ مستی عشق اُس سے لذّت اُٹہاتے ہین پس یہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جس مین اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذّت آتی ہے اور جو کچہہ اُسکی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبّت کامل اور تعلّق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہوجاتا ہے اور یہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس مین حیلہ او رتدبیر کو کچہہ دخل نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جب آتی ہے تو پہر سالک ایک دوسرا رنگ پکڑ لیتا ہے اور تمام بوجہہ اُسکے سر سے اُتارے جاتے ہین اور ہریک ایلام انعام ہی معلوم ہوتا ہے اور شکوہ اور شکایت کا نشان نہین ہوتا پس یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ گویا انسان بعد موت کے زندہ کیا گیا ہے کیونکہ اون تلخیون سے بکلّی نکل آتا ہے جو پہلے درجہ مین تہین جن سے ہریک وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تہا مگر اب چارونطرف سے انعام ہی انعام پاتا ہے اور اسی جہت سے اسکی حالت کے مناسب حال یہی تہا کہ اُسکا نام منعم علیہ رکہا جاتا اور دوسرے لفظون مین اس حالت کا نام بقا ہے کیونکہ سالک اس حالت مین اپنے تئین ایسا پاتا ہے کہ گویا وہ مرا ہوا تہا اور اب زندہ ہوگیا اور اپنے نفس مین بڑی خوشحالی اور انشراح صدر دیکہتا ہے اور بشریت کے انقباض سب دور ہوجاتے ہین اور الوہیت کے مربیانہ انوار نعمت کیطرح برستے ہوئے دکہائی دیتے ہین اسی مرتبہ مین سالک پر ہریک نعمت کا دروازہ کہولا جاتا ہے اور عنایات الٰہیہ کامل طور پر متوجہ ہوتی ہین اور اس مرتبہ کا نام سیر فی اللہ ہے کیونکہ اس مرتبہ مین ربوبیت کے عجائبات سالک پر کہولے جاتے ہین اور جو ربّانی نعمتین دوسرون سے مخفی ہین اُنکا اُسکو سیر کرایا جاتا ہے کشوف صادقہ سے متمتع ہوتا ہے اور مخاطبات حضرت احدیت سے سرفرازی پاتا ہے اور عالم ثانی کے باریک بہیدون سے مطلع کیا جاتا ہے اور علوم اور معارف سے وافر حصہ دیا جاتا ہے غرض ظاہری اور باطنی نعمتون سے بہت کچہہ اوسکو عطا کیا جاتا ہے یہانتک کہ وہ اُس درجہ یقین کامل تک پہنچتا ہے کہ گویا مدبر حقیقی کو بچشم خود دیکہتا ہے سو اس طور کی اطلاع کامل جو اسرار سماوی مین اُسکو بخشے جاتے ہین اسکا نام سیر فی اللہ ہے لیکن یہ وہ مرتبہ ہے جس مین محبّت الٰہی انسان کو دی تو جاتی ہے لیکن بطریق طبیعت اوسمین قایم نہین کیجاتی یعنی اُس کی سرشت مین داخل نہین ہوتی بلکہ اوسمین محفوظ ہوتی ہے۔

اور تیسری ترقی جو قربت کے میدانون مین چلنے کے لئے انتہائی قدم ہے اس آیت مین تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے۔ غیر المغضوب علیھم والضالین یہہ وہ مرتبہ ہے جس مین انسان کو خدا کی محبّت اور اوس کے غیر کی عداوت سرشت مین داخل ہوجاتی ہے اور بطریق طبیعت اوسمین قیام پکڑتی ہے اور حضرت اس مرتبہ کا اخلاق الٰہیہ سے ایسا ہی بالطبع پیار کرتا ہے کہ جیسے وہ اخلاق احدیت مین محبوب ہین اور محبّت ذاتی حضرت خداوند کریم کی اس قدر اُس کے دل مین آمیزش کرجاتی ہے کہ اوس کے دل سے محبت آلٰہی کا منفک ہونا مستحیل اور ممتنع ہوتا ہے اور اگر اوس کے دل کو اور اوسکی جان کو بڑے بڑے امتحانون اور ابتلاؤن کے سخت صدمات کے بیچ مین دیکر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبّت الٰہیہ کے اور کچہہ اُسکے دل اور جان سے نہین نکلتا اُسی کے درد سے لذّت پاتا ہے اور اوسی کو واقعی اور حقیقی طور پر اپنا دلارام سمجہتا ہے یہہ وہ مقام ہے جس مین تمام ترقیات قُرب ختم ہوجاتی ہین اور انسان اپنے اس انتہائی کمال کو پہنچ جاتا ہے کہ جو فطرۃ بشری کے لیئے مقدّر ہے۔

یہہ لطائف خمسہ ہین کہ جو بطور نمونہ مشتے از خروارے ہم نے لکہے ہین مگر عجائبات معنوی اس صورت مین اور نیز دوسرے حقایق و معارف اسقدر ہین کہ اگر اون کا عشر عشیر بہی لکہا جائے تو اوس کے لکہنے کے لیئے ایک بڑی کتاب چاہیئے ۔

(باقی آیندہ)

تحقیقات مسئلہ عزاداری حسین

دوم - قوله تعالیٰ - حکایت یعقوب است - (وقال یا اسفٰی علی یوسف وابیضت عیناه من الحزن فهو کظیم - (س یوسف) یعنی یعقوب فریاد وا اسفی واحسرتا وافراقا بر مفارقت یوسف مے زد و سفید شد سیاہی دو چشم او از سبب اندوه وگریه بر یوسف - حاصل مطلب اینکه حضرت یعقوب از برائے پسر خود گریه کرد پس بر مصائب حسین ہم گریه کردن جائز بل مستحب مؤکد و موجب ثواب و دخول جنت باشد و این آیه شریفه دلالت دارد بر جواز گریه بر مصائب خود و بر غیر خود - (قول مولوی)

مولوی صاحب لاہوری در رساله خود از اقوال بیضاوی وکشاف بناه جسته چنین سیفرماید - ازخشک نشد تراوت اشک در چشم یعقوب از وقت مفارقت تا وقت ملاقات او با یوسف ہشتاد سال - الخ (اقول مولوی)

الغرض اصول محققین اسلام اہلسنت که ہر چه از کتاب خدا ثابت شود بچشم و سر باید نہاد و دقائق بود است به آرا مفسرین که از منطوق کتاب مجید وفرقان حمید مخالف باشند بجوے نے ارزد - حاشا وکلا ثم حاشا که از مدلول آیه و سیاق آن گریه کردن ثابت شود بچند دلیل - القرآن نفسره بعضهٗ بعضاً - ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا -

دلیل اول اگر حضرت یعقوب گریه وبکا مے کرد یا بقول مولانا مے معظم وا اسفا واحسرتا وافراقا میگفت پس فصبر جمیل والله المستعان علیٰ ما تصفون - و بجائے دیگر فصبر جمیل عسی الله ان یاتینی بهم جمیعا چه معنی دارد آیا بخیال مولوی صاحب گریه کردن بر مصائب وارده واحسرتا وافراقا گفتن منافی صبر و شکر نیست اگر ہشتاد سال کسے در مفارقت پسر خود گریه کرده باشد حسرتها خورده باشد تراوت چشمش در مفارقت او خشک نشده باشد نزد اہل علم اینچنین شخص را کسے میتواند که صابر و شاکر نام نہد جائے شرم است که با وجود این پیہم کلمه (فصبر جمیل) بر زبان آرد - آیا این کلمه حضرت یعقوب لسانا گفته بود و عمل او بر ضد آن ثابت با قرآن باہم اختلاف دارد - (ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا) **دلیل دوم** - معنی یا اسفی علی یوسف واحسرتا وافراقا اسفے کردن تصرف است در قرآن عقلا مے دانند که معنی یا اسفی اے افسوس است بر یوسف - نه آنچه مولوی صاحب تحریف معنوی کرده اند - انظار این از قرآن کریم - چون مولوی صاحب سوداے عزاداری معروف در سر داشت از محبت بر وقت معناکردن الفاظ قرآن کریم گمراه شد - (واتقوا الله ویعلمکم الله) - فلعلک باخع نفسک علیٰ آثارهم ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا - آیا معنی (اسفا) فریاد وا اسفاه واحسرتا وافراقا زدن است و ثابت است که حضرت سرور عالم فخر بنی آدم صلی الله علیه وسلم شب و روز فریادہا مے زد - فرجع موسیٰ الیٰ قومه غضبان اسفا - اینجا اسفا چه معنی دارد فریادہا زدن - واحسرتا - وافراقا - واحسینا - گفتن یا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیه السلام بعد رجوع از میقات - مطابق تفسیر مولانا ے مکرم شب و روز نعره ہائے وا اسفا - وا فراقا - واحسرتا مے زد - عجب است این تفسیر دانی (کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا) (ولا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا) - **دلیل سوم** - لفظ من الحزن در عبارت قرآنی موجود است نه لفظ من البکاء پس شرم است که معنے حزن بکا کرده شود - طرفه اینکه مولانا صاحب مکرم ہمه جا بکا معروف و مشہور اہل تشیع مراد مے گیرند - مثلا واحسینا واعلیا وا رسولا - بشمول سینه زنی مروج - مولوی صاحب در ترجمه رقم کرده (از سبب اندوه وگریه بر یوسف صفحه ۶ سطر ۹) پس اگر معنی لفظ من الحزن در ترجمه (از سبب اندوه) است پس گریه معنی کدام لفظ عربیست که ترجمه مولوی صاحب ایزاد کرده اند - الفاظ حزن وبکا ہر دو جدا گانه معنا دارند - غور کنید در آیات ذیل - (فرجعناک الیٰ امک کی تقر عینها ولا تحزن) پاره ۱۶ (س طٰه) (فناداها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا) (انما النجویٰ من الشیطان لیحزن الذین آمنوا) (لا تحزن ان الله معنا) (وقالوا الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن) در ہمه این آیات قرآنی لفظ حزن واقع است واز ہیچ یک ثابت نمی شود که معنی حزن بکا معروف مولوی صاحب مراد باشد تا این آیات کتاب الله را نظیر آورد ہم تا محققین اہل علم ودانش بدانند که محاوره قرآنی در لفظ حزن ہمیست صاحبان معرفت میدانند که خداوند عالم جل وعلا می توانست که بجائے من الحزن - من البکاء ارشاد فرماید تا ہیچکس در اشتباه نیفتد مگر خداوند علیم وخبیر که عالم السر والشہادة علیم بذات الصدور علم وقدرتش ازلی وابدی بر ہمه ماکان ومایکون محیط است میدانست که وقتے امامیه باین آیه استدلال خواہند کرد و ناکام خواہند شد پس کسیکه اندک تدبر نماید بحقیقت مے رسد که سر درین نکته ہمیست که بجائے من الحزن - من البکاء ارشاد نشد - (فتدبروا یا اولی الالباب)

دلیل چہارم - در لغت عرب معنی حزن فریادہا زدن ونوحه کردن ننوشته - اگر در لغت خاص امامیه باشد عجب نیست - مفسرین امامیه ہم معنی لفظ حزن اندوه وغم کرده اند - مفسر کاشانی در خلاصة المنہج زیر تفسیر آیه (لا تحزن ان الله معنا) نوشته است - چون گفت پیغمبر یار خود را - اندوه مخور - علامه طبرسی ذیل تفسیر ہمین آیه نوشته لا تحزن اے لا تخف پس معنی لفظ حزن بکا نیست چون گریه کردن بر مصائب غیر برادران امامیه در ارث دارند از محبت در ہر جا سوداے بکا معروف در دماغ شان تخیل است

دلیل پنجم - بعد از ذکر وابیضت عیناه من الحزن فهو کظیم واقع است واز این کلمه مستفاد می شود که حضرت یعقوب گریه نکرد ورنه کلمه فهو کظیم بے معنی مے شود - والکاظمین الغیظ - اذ نادیٰ وهو مکظوم وانذرهم یوم الآزفة اذ القلوب لدی الحناجر کاظمین -) پس معنے کظیم که بعد از لفظ حزن واقع است - ضبط کننده که از غم پر باشد واظہار نکند - پس اگر حضرت یعقوب علیه السلام ہشتاد سال گریه باشد نعرہائے واحسرتا وافراقا زده باشد اطلاق کظیم بحالتش کے صادق آید - قاعده است که اگر کسے ضبط گریه مے کند حزن یا غم واندوه از دیاد مے پذیرد چون بگرید غم واندوه برود ودماغ سبک شود دل تجربه شده که از شدت حزن یا اندوه اشک از چشم نمے آید - پس کظیم یعنے ضبط کننده گریه است وہمچنین ضبط گریه موجب اندوه یا حزن شدید می شود از ینجہت خداوند علیم وخبیر اندوه یعقوب را بلفظ حزن تعبیر فرمود - وحزن یا اندوه از امورات قلبیه داخلیه اند مثل بکا که بر فعل خارجی ظاہری اطلاق مے شود اگر ہمچنے بسیار غمگین و اندوہناک باشد مگر او را ہیچکس نمے گوید که گریه مے کند بلے این صحیح است که گاہے غم یا اندوه منجر بگریه شود واعضا وجوارح ظاہری تقلید قلب کنند ونوبت اضطراب وبیقراری بدر گریه مے رسد مگر پہلوے (کلام الملوک ملوک الکلام) قرآن کریم که بنہایت درجه فصاحت وبلاغت واقع است از اظہار لفظ کظیم این حقیقت ثابت مے کند که حزن حضرت یعقوب بحد تعدی نگریه نشده ورنه خداوند علیم در شان او فهو کظیم نمی فرمود -

دلیل ششم - آیا جائز است که رب العالمین شخصے را که در مدت ہشتاد سال واحسرتا وافراقا وا یوسفا گفته جزع وفزع طولانی بنا نہد بکا شدید کند بلقب اسرائیل سرافراز سازد - چون خداوند عالم حضرت یعقوب را در ابتلا انداخت وآن نبی محترم را در امتحان بپایه مود پاره او را اینا لقب عطا فرموده وابتلا حضرت یعقوب ہمین مفارقت یوسف بود نه غیر این پس اگر حضرت یعقوب علیه الصلوٰة والسلام در مفارقت یوسف صبر واستقلال نگاه نمے داشت ہرگز بلقب اسرائیل ممتاز نمے شد -

دلیل ہفتم - احوال یعقوب را دیگر اولاد ش دیده گفتند (تالله تفتؤ تذکر یوسف) ونگفتند تبکوا یوسف - یعنے ہمیشه یاد خواہی کرد نه اینکه مدام از برائے یوسف گریه خواہی کرد -

دلیل ہشتم - در جواب شان حضرت یعقوب علیه السلام فرمود - (قال انما اشکوا بثی وحزنی الی الله) ونگفت شکایت مفارقت وگریه وزاری خود بخدا میکنم بلکه اینجا ہم لفظ حزنی ارشاد فرموده - فافہم

دلیل نہم - از آیات دیگر مثلا - واعلم من الله ما لا تعلمون - فتحسسوا من یوسف واخیه ولا تایئسوا من روح الله - انی لاجد ریح یوسف وغیره معلوم میشود که حضرت یعقوب را ہرگز یقین کشته شدن یوسف علیه السلام نبود وہمیشه متفحص احوال مے بود بلکه از فقرات عسی الله ان یاتینی بهم جمیعا - وتولیٰ عنهم ظاہر است که قول ایشان را کذب صریح مے دانست و امید قوی داشت که با یوسف وبرادرش ملاقات خواہد کرد - پس با وجود اینقدر یقینیات که دل او آشنا را مسلم سیدانست ہشتاد سال گریه بر مفارقت یک فرزند خود کردن بعید از عقل مے نماید واز ذات نبی الله مستبعد است - تعلیم الٰہی که بر مصائب وارده صبر باید کرد و جزع بنا نہد - چون حالت نبی بشیر بر فراق پسر خود این باشد افراد امت در بلا ومصائب چه کیفیت باشد وتعلیم اینچنین منفعت از خود حاصل کرده باشند که خود شکر وشاکر در مصائب باشند - (باقی دارد)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس بارہ مین خود تجربہ کار ہون کتابون کو جمع کرنے اور انکے پڑہنے کا شوق جنون کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔ میرے مخلص احباب نے بسا اوقات میری حالت صحت کو دیکھکر مجھے مطالعہ سے باز رہنے کے مشورے دیئے۔ مگر مین اس شوق کی وجہ سے ان کے دردمند مشورون کو عملی طور پر اسبارہ مین مان نہین سکا۔ مینے دیکھا ہے کہ ہزارون ہزار کتابین پڑہ لینے کے بعد بہی وہ راہ جس سے مولیٰ کریم راضی ہوجاوے اس کے فضل اور مامور کی اطاعت کے بغیر نہین ملتی۔

ان کتابون کے پڑہ لینے اور ان پر ناز کر لینے کا آخری ذلیل ناکیا ہوسکتا ہے یہی کہ

فرحوا بما عندھم من العلم

میرے ایک شیخ تہے وہ فرمایا کرتے تہے کہ غایت العلم حیرۃ۔ غرض وہ بات جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے جس سے وہ راضی ہوتا اور اپنے فضلون سے انسان کو بہرہ مند کرتا ہے وہ نہ بہت باتون سے ملسکتی نہ بہت کتابون کے پڑہنے سے بلکہ وہ بات تعلق رکہتی ہے دل سے وہ اسکی ایک کیفیت ہے جسکو عام الفاظ مین وفاداری، اخلاص درصدق کہہ سکتے ہین اور یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے ماموردن کی اطاعت سے اور سچی پیروی سے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

خدا تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد اور کیا چاہتے ہو۔

فماذا بعد الحق الا الضلال

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جسکی نسل پر ہونیکا آج سب سلطنتین فخر کرتی ہین اس نے اس راہ کو اختیار کیا اس نے صدق دل سے اسلمت لرب العلمین کہا اور اسی ایک امر کی اولاً کو وصیت کی نتیجہ کیا ہوا۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایسا معزز و مکرم بنایا کہ اسکی اولاد کی گنتی تک نہین ہوسکتی وہ بادشاہ جو اس کے مقابلہ مین اٹہا آج کوئی اسکا نام تک بہی نہین جانتا۔

یقیناً سمجہو اللہ تعالیٰ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہین رکہتا وہ اس سے ہزارون لاکہون گنا زیادہ دیدیتا ہے جسقدر کوئی خدا کیلئے دیتا ہے۔ دیکہو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہہ مین ایک معمولی کو ٹہا چہوڑا ہوگا لیکن خدا تعالیٰ نے اسکی کسقدر قدر کی اسکے بدلہ مین اسے ایک سلطنت کا مالک بنا دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ونٹ چرانے والے کو کس وسیع مملکت کا خلیفہ بنایا جناب علی رضہ نے خدمت کی اسکی اولاد تک کو مخدوم بنا دیا۔ غرض مین دیکہتا ہون کہ اللہ تعالیٰ کے حضور صدق و اخلاص سے چہوٹی سے چہوٹی خدمت بہی ہزارون گنا بدلہ پاتی ہے وہ تہوڑی سی بات کا بہت بڑا اجر دیدیتا ہے پہر جو اس کے ساتہہ سچا رشتہ عبودیت قایم کرتا ہے اسکے عظمت و جلال سے ڈرجاتا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے جیسا کہ تم نے اپنے مرشد و مولیٰ مہدی و مسیح کے ہاتہہ پر اقرار کیا ہے تو خدا تعالیٰ اسکی تائید اور نصرت مین ایسا لگ جاتا ہے کہ

ہر کسے چون مہربانی مے کنی
از زمینی آسمانی مے کنی

کا اسے سچا مصداق بنا دیتا ہے۔ اسلئے ضرورت اسی امر کی ہے کہ تم سچ مچ وہ نمونہ دکہاؤ جو ابراہیم علیہ السلام نے دکہایا۔ کہنے والون کی آج کمی نہین ہم تم سے تمہارا امام **عمل** چاہتا ہے۔ عملی حالت درست ہوگی تو خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے انعام و اکرام تمہارے شامل حال ہوجائینگے۔ وہ ہزارون ہزار ابراہیم بنا سکتا ہے تم ابراہیم ہو بہی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابراہیم اور اس کے خاندان نے یہ مجرب نسخہ بتایا کہ تمہاری موت ایسی حالت مین ہو کہ تم مسلمان ہو۔ موت کا کیا پتہ ہے کہ کب آجاوے ہر عمر کے انسان مرتے ہین بچے۔ بوڑہے۔ جوان۔ آجکل موسم مین جو تغیر ہو رہا ہے وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے انذار ہے۔ شروع سال مین زمیندارون سے سنا تہا کہ وہ کہتے تہے کہ اسقدر غلہ ہوگا کہ سما نہ سکیگا مگر اب وہی زمیندار کہتے ہین کہ سردی نے فصلون کو تباہ کر دیا ہے۔ آیندہ کے لئے خطرات پیدا ہو رہے ہین۔ اسلئے یہ وقت ہے کہ تم خدا تعالیٰ سے صلح کرلو۔ اور اس ایک ہی مجرب نسخہ کو ہمیشہ مدنظر رکہو۔

لا تموتن الا وانتم مسلمون

موت کی کوئی خبر نہین اسلئے ضروری ہے کہ ہر وقت مسلمان بنے رہو۔ یہ مت سمجہو کہ چہوٹے سے چہوٹے عمل کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیا کام آئیگا نہین خدا تعالیٰ کسی کے فعل کو ضایع نہین کرتا

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مین جب کافر تہا تو اللہ کی راہ مین خیرات کیا کرتا تہا کیا اس خیرات کا بہی کوئی نفع مجہے ہوگا فرمایا اسلمت علےٰ ما اسلفت تیری وہی نیکی تو تیرے اس اسلام کا موجب ہوئی۔ خدا تعالیٰ پر سچا ایمان لاؤ اور اسکو سچی فرمانبرداری کے نمونے سے ثابت کرو۔ ٹہیک یاد رکہو کہ نیک بیج کے پہل نیک ہوتے ہین بُرے بیج کا درخت بُرا پہل دیگا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

مسلمان بنو۔ اسلم کی آواز پر **اسلمت** کا جواب عمل سے دو۔ دوست احباب رشتہ دارون اور عزیزون کو نصیحت کرو کہ **اسلام** اپنے عمل سے دکہائیں تمہین خدا تعالیٰ نے بہت عمدہ موقع دیا ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کیطرف سے اپنے وقت پر آیا ہے جو راستبازون کا پورا نمونہ ہے اور تم مین موجود ہے۔ وہ تم سے یہی چاہتا ہے کہ تم دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اسپر عمل کروگے تو ناکام نہ رہوگے **مومن** کبہی ناشاد نہین رہ سکتا۔ بلکہ سدا ہی بہشت مین رہتا ہے اسکو دو بہشت ملتے ہین دنیا مین بہی اور آخرۃ مین۔

اللہ تعالیٰ ہم سبکو توفیق دے کہ ان باتون پر عمل کرین کثرت کے ساتہہ استغفار کرو۔ اور لاحول پڑہو۔ دعاؤن مین مصروف رہو۔ پہر **خیرات** دو خیرات بہی ہدایت کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

قرآن شریف عمل کیلئے ہدایت نامہ ہے نبی کریم کی سنت موجود ہے **امام** خود نمونہ ہے وہ حکم ہو کر آیا ہے پس اسکے حکم کو مانو کہ تمہارا بیڑا پار ہو۔ ان لوگون کیلئے جو یہان رہتے ہین اور احتیاجین رکہتے ہین نظر کرو۔ انکی مدد کرو ان ضرورتون کو جو سلسلہ کی ضرورتین ہین جنکی فتح اسلام مین حضرت امام نے ظاہر کیا ملحوظ رکہو۔ مختلف وقتی ضرورتین بہی پیش آجاتی ہین انکا بہی خیال رکہا جاوے۔

مین آخر مین حضرت امام کے حضور دردِ دل سے عرض کرتا ہون کہ وہ ہمارے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریون کو دور کرے سب سے زیادہ مین دعا کا حاجتمند ہون اسلئے کہ اکثر لوگون کو سناتا رہتا ہون پس اگر میرا ہی نمونہ اچہا نہ ہوا تو بہتون کو ٹہوکر لگ سکتی ہے۔ اسلئے میرے لئے خاص طور پر دعا فرماوین۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے دعا کی پہر دوسرے خطبہ مین قربانی کے متعلق مختصر سے احکام سناکر ختم کر دیا۔

کیا حضرت مسیح بیوی رکہتے تہے

ایک زمانہ وہ تہا جب یہ کہنا کہ حضرت مسیح کے اور بہی بہائی اور بہنین تہین انکی شان کی ہتک سمجہا جاتا تہا۔ کیونکہ اس بات کو ناممکن سمجہا جاتا تہا کہ خدا کی مان نے فانی بچے جنے۔ مگر اب یہ صورت نہین کیونکہ عیسائی صاحبان نے اب تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ کی سوائے مسیح کے اور اولاد بہی تہی لڑکے بہی اور لڑکیان بہی۔ مگر اس امر کو کہ حضرت مسیح بیوی رکہتے تہے ابتک بُری نگاہ سے دیکہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس بات کو انکی شان الوہیت کے خلاف سمجہا جاتا ہے کہ خدا ہو کر وہ بیوی بہی رکہتے ہون اور حقوق زوجیت کو بہی ادا کرتے ہون حالانکہ شان الوہیت کو صدمہ پہنچانے والی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح کو بہوک بہی لگتی تہی اور کہانا بہی کہاتے تہے۔ بلکہ انجیل مین تو لکہا ہے کہ جی اٹہنے کے بعد بہی آپکو بہوک لگتی تہی اور آپ کہانا کہاتے رہے اور ایسا ہی جب آپ کو پیاس لگتی تو آپ پانی پیتے تہے پس جس شخص کو یہ دو بشری تقاضے لگے ہوئے تہے وہ باقی بشریت کے تقاضون سے خالی نہ ہوسکتا تہا۔ چنانچہ قرآن شریف نے نہایت خوبصورت اور مختصر الفاظ مین انکی الوہیت کے بطلان مین صرف اسقدر فرمایا ہے اور اسکو پہیلاؤ تو کئی جلدین دلایل کی تیار ہوسکتی ہین کہ کانا یاکلان الطعام یعنی حضرت مسیح اور انکی والدہ دونون کہانا کہاتے تہے پس جو شخص دو یا تین وقت روٹی کہا کر بہی خدا رہسکتا ہے بیوی رکہنے سے کیونکر اسکی کسر شان ہوسکتی ہے۔ مگر کلیسیا نے حضرت مسیح کے نکاح کے انکار پر اصرار کو ہی مفید سمجہا۔ اور یہ کبہی خیال نہین کیا کہ اس انکار کا نتیجہ تو یہ ہے کہ کمال انسانی تجرد مین ہے نہ نکاح اور ادائیگی حقوق زوجیت مین۔ علاوہ ازین اگر مسیح نے نکاح نہین کیا تو ہر ایک سچے عیسائی کا فرض ہے کہ وہ بہی اپنے آقا اور مرشد کے نقش قدم پر چلے اور نہین تو یہ فایدہ تو اس کا ضرور ہوگا کہ اس لعنتی سے دنیا اس جہوٹے عقیدہ والون سے خالی ہو کر ایک غلط عقیدہ سے نجات پا جائیگی ہان عیسائیون مین فرقہ مارمن ایسا پیدا ہوا ہے کہ اسکی تعلیم عیسائیون کے اس خیال پر پانی پہیر دیتی ہے،

اخبار اگناسٹک جرنل ۱۱ مارچ کے پرچہ مین ایک مضمون مارمنون پر لکہتا ہے جس کے اثنا مین یہ دکہایا گیا ہے کہ حضرت مسیح نے صرف نکاح ہی نہین کیا بلکہ ایک ہی وقت مین کم از کم انکی تین بیبیان ضرور تہین۔ عیسائی اس بات کا منہ پر لانا بہت بُرا سمجہتے ہین مگر مارمن ماننے کی اسمین کیا بات ہے حضرت مسیح کے وقت مین تعدد ازدواج کا عام رواج تہا۔ اور آپ نے کبہی

ضرورتاً یا کنایتاً ایک لفظ بھی نہین کہا جسمین تعدد ازدواج کی مخالفت یا ہجائی ہو۔ پس اگر وہ اسکے مخالف نہ تھے تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ تعدد ازدواج کے حامی تھے۔ پھر اسپر عمل کرنا کونسی تعجب کی بات ہوسکتی ہے۔ ہارمنون کے پریزیڈنٹ ارمن ہانیڈ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ اس نے اپنے وعظ مین جو ایک عام جلسہ مین ۱۸۵۵ء مین بیان کیا یہ کہا تھا ''مریم اور مارتھا۔ اور دوسری عورتون کے متعلق جو مسیح کے ساتھ ساتھ رہتی تھین کیا کہنا چاہیئے۔ پہلے زمانے مین اور یہ رواج آجتک چلا جاتا ہے عورتین اپنے خاوندون کو لارڈ (آقا) بعض زبانون مین لفظ ہسبنڈ (خاوند) کا مترادف ہے۔ اور ماسٹر (مالک) لارڈ (آقا) اور ہسبنڈ (خاوند) کے ایک ہی معنے ہین۔ جب مریم ہفتہ کے پہلے دن قبر پر آئی تو بجائے یسوع کے اس نے دو فرشتون کو سفید کپڑون مین دیکھا اور انہون نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اس نے جواب دیا اسلیئے کہ وہ میرے آقا (یعنی خاوند) کو لیگئے ہین اور مین نہین جانتی کہ انہون نے اسے کہان رکھدیا ہے۔ اور جب وہ یہ کہہ چکی تو اس نے پھر کر دیکھا کہ یسوع کھڑا ہے مگر اس نے اسے پہچانا نہین۔ یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت تو کیون روتی ہے اور کسے تلاش کرتی ہے اس نے اسے باغبان سمجھ کر کہا کہ اگر تو نے اسے یہان سے اٹھایا ہے تو مجھے بتا کہ تو نے اسے کہان رکھا ہے اور مین اسے لیجاؤنگی۔ یسوع نے اسے کہا مریم۔ اس نے پھر کر دیکھا اور کہا ربونی یعنی اے میرے مالک۔ کیا یہ الفاظ اس محبت کو ظاہر نہین کرتے جو بیوی کو خاوند سے ہوتی ہے ضرور کرتے ہین اور صاف طور پر ان یگانگت اور ہمدردی کے تعلقات کو ظاہر کرتے ہین جو شوہر اور بیوی مین ہوتے ہین۔ محض اشتراک مذہب کی بنا پر ایسی محبت (ایک عورت اور مرد کے درمیان) ہرگز نہین ہوسکتی۔

اسکے بعد اور ثبوت حضرت مسیح کے نکاح کرنے کا اوراق انجیل سے ہی دیا گیا ہے اور اس کیلیئے انجیل یوحنا کے دوسرے باب کی ابتدائی آیتون کا حوالہ دیا گیا ہے جہان ایک دعوت کا ذکر ہے جو کسی شادی کی تقریب پر ہوئی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اس دعوت مین ایکطرف تو حضرت مسیح اور آپکی مان شریک ہین۔ اور دوسریطرف آپکے حواری بھی اسمین شامل ہین دولہا کا نام تو نہین دیا گیا مگر ان قراین سے اسکے نام کی تعیین ایک حد تک ضرور ہوسکتی ہے وہ کون شخص ہوسکتا ہے جسکی خاطر ایکطرف تو حضرت مسیح کی ماں شامل دعوت ہو اور دوسریطرف وہ لوگ بھی شامل ہون جنہون نے مذہبی طور پر آپ سے تعلق پیدا کیا تھا یعنی آپ کے حواری۔ ان دو فریقون کیلیئے ایک ہی جگہ جمع ہونے کیلیئے باعث کشش سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہ ہوسکتا تھا اسکے علاوہ وہ وجوہات مین جو ہارمن پریزیڈنٹ نے اپنے وعظ مین بیان کیئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ انجیل مین یہ لکھا ہے کہ جب انکو شراب کی ضرورت ہوئی تو یسوع کی ماں نے کہا کہ شراب نہین رہی۔ اگر یسوع کی ماں معمولی مہمانون کیطرح اس دعوت مین آئی تھی تو اسکو شراب کے ختم ہوجانے پر کیون تشویش ہوئی اور کیون اس انتظام کی فکر پڑی کہ اور شراب مہیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمانداری کا انتظام اسی کی طرف سے تھا۔

اور حضرت مسیح کو خطاب کرکے کہنے سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ یہ انہین کی شادی کی تقریب تھی۔ یسوع نے اسے کہا کہ اے عورت میرا تجھ سے کچھ کام نہین میرا وقت ابھی نہین آیا۔ اسکی ماں نے نوکرون کو حکم دیا کہ جو کچھ یہ یعنی یسوع تم سے کہے تم وہی کرو۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نوکر مریم کے ہی تھے جنکو یہ حکم دیا گیا کیونکہ اگر وہ کسی اور کے نوکر ہوتے تو مریم کو یہ کہنے کا حق کیا تھا۔ علاوہ ازین یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکو اپنے بیٹے کا یہ جواب پسند نہین آیا اور اسلیئے انہون نے نوکرون کو کہا کہ جو یسوع کہتا ہے وہی کرو۔ گویا ان کا منشاء یہ تھا کہ مین اب دخل نہین دیتی تم جسطرح چاہو انتظام کرو۔ اور وہان پتھر کے چھ مٹکے تھے جو یہودیون کی رسم کے مطابق رکھے ہوئے تھے اور انمین سے ہر ایک مین دو یا تین مشکین پانی کی تھین اور یسوع نے انکو کہا کہ ان مٹکون کو پانی سے بھر دو اور انہون نے انکو لبالب بھر دیا۔ پھر اس نے انکو کہا کہ اب نکال لو۔ اور دعوت کے منتظم کے پاس لیجاؤ۔ اور جب اس منتظم نے پانی کو جو شراب بنا یا گیا تھا چکھا۔ اور اسکو معلوم نہین تھا کہ یہ کہان سے آیا ہے (مگر نوکرون کو جنہون نے پانی نکالا تھا علم تھا) تو دعوت کے منتظم نے دولہا کو بلایا اور اسکو کہا کہ ہر ایک آدمی شروع مین اچھی شراب دیتا ہے اور جب لوگ اچھی طرح سے پی لیتے ہین تو پھر وہ ناقص ہوتی ہے مگر تو نے ابتک عمدہ شراب دی ہے۔ صاحبان انجیل کی اس عبارت سے صفائی سے پتہ لگتا ہے کہ اس موقع پر برات کا دولہا خود مسیح ہی تھا کیونکہ شراب کا مہیا کرنا دولہا کا کام تھا۔ جیسا کہ بیان سے معلوم ہوتا ہے اور اس موقع پر شراب کا مہیا کرنیوالا خود یسوع تھا پس جسقدر کھلے لفظون مین اناجیل کے مترجم اور کونسلین اس مطلب کو ادا کرسکتی تھین انہون نے ادا کردیا ہے اور اصل راز بتا دیا ہے مین اسبات کو برا نہین سمجھتا کہ ابراہیم کا بیٹا کہلاؤن یا اپنی نجات دہندہ کا بیٹا یا بھائی یا اسکی نسل سے کہلاؤن اگرچہ مریم اور مارتھا اور بہت ساری اور عورتین اسکی بیویان تھین اور اگرچہ اسنے انہین مین سے سات شیطان بھی نکالے تھے میرے نزدیک یہ سب برابر ہے'' (ریویو آف ریلیجنز)

برہمیونکی بعض دلچسپ حالات

برہمی قوم مین رہبانیت کی کثرت ہے۔ برہمی زبان مین راہب کو پھونگی کہتے ہین۔ بدھ مذہب مین ہر شخص کو پھونگی ہونا فرض ہے۔ خواہ کوئی شخص کچھ دنون کیلیئے پھونگی ہو یا چند گھنٹون کیلیئے لیکن مدت العمر مین ضرور کچھ نہ کچھ عرصہ کیلیئے پھونگی یعنی راہب ہوجانا لازم ہے۔ لیکن اصلی پھونگی وہ لوگ کہلاتے ہین۔ جو مدت العمر کیلیئے پھونگی ہوتے ہین جو لوگ بطور رواج کے یا رسم کے کچھ عرصہ کیلیئے پھونگی بنتے ہین۔ وہ درحقیقت پھونگیون کے زمرہ مین شامل نہین سمجھے جاتے جسطرح عیسائیون مین مرد اور عورت دونون راہب ہوتے ہین۔ یا ہندوؤن مین مرد و عورت دونون جوگ لیتے ہین۔ اسیطرح بدھ مذہب والون مین مرد اور عورت دونون پھونگی ہوتے ہین۔ اور مدت العمر کیلیئے ترک دنیا کر دیتے ہین چنانچہ برما مین نہایت کثرت کیساتھ ہر عمر کے عورت و مرد پھونگی ہین۔ کوئی قصبہ اور گاؤن ایسا نہین ہے جہان پھونگی نہ ہون۔ رنگون مین بھی ان کے جھنڈ کے جھنڈ موجود ہین۔ مینے سنا ہے کہ برما کی مردم شماری مین ایک تہائی پھونگی ہین۔ پھونگی شہر مین نہین رہتے۔ بلکہ شہر سے باہر رہتے ہین۔ اکثر جہان کہین پہیا یعنی بدھ مذہب کے مندر بنے ہوئے ہین۔ اسکے قرب وجوار مین پھونگیون کے رہنے کے متعدد مکانات بنے ہوئے ہین پہیا کے قرب وجوار کے علاوہ بھی پھونگیون کے رہنے کے مکانات ہین۔ لیکن سب آبادی سے باہر جسطرح عیسائیون مین راہبون کیلیئے خانقاہین اور ہندوؤن مین دھرمسالے یا مندرون شوالون کے قریب مکانات سادھوؤن کے رہنے کیلیئے بنے ہوئے ہین۔ اسی طرح بدھ مذہب مین پھونگیون کے رہنے کیلیئے جو مکانات بنے ہوئے ہین۔ انہین چھیا ہٹون کہتے ہین۔ یہ مکانات بنظر ثواب صاحب ثروت اشخاص بنا دیتے ہین بعض بعض چھیا ہٹون اس غرض سے بھی بنا دیئے جاتے ہین کہ انہین مسافر آکر ٹھہرین یا ایسے پھونگی جو مستقل طور سے اس مقام پر بود و باش نہ رکھتے ہون۔ اور عارضی طریق سے آوین تو وہ قیام کرین یہ چھیا ہٹون بطور چھاؤنی کے بنے ہوئے ہین۔ یعنی ایک مقام پر متعدد چھیا ہٹون بنا دیئے گئے ہین گویا دنیا سے اور انسانون سے بھاگتے بھی ہین۔ اور اکٹھے ہوکر سکونت بھی رکھتے ہین۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ انسان فطرتی طور سے تمدن پسند ہے۔ اور کسی انسان کیلیئے ناممکن ہے کہ وہ انسانون سے علیحدہ ہوکر رہے۔

جو مرد یا عورت مدت العمر کیلیئے پھونگی ہونیکی نیت کرتے ہین وہ کبھی شادی نہین کرتے۔ پھونگیون کا تمام سر منڈا ہوتا ہے اور چار ابرو کا صفایا ہوتا ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت بعض جوتہ پہنتے ہین۔ اور اکثر ننگے پاؤن رہتے ہین۔ لباس مین صرف ایک تہ بند ہوتا ہے۔ اسکو باندھتے ہین اور اسی کو کندھون پر ڈالکر گردن سے کمر تک اوڑھ لیتے ہین۔ جسکی وجہ سے ایک ہاتھ ہمیشہ ننگا رہتا ہے سوائے تہ بند کے اور کسی قسم کے کپڑے کا استعمال نہین کرتے۔ سر ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ پھونگیون کے تہ بند کا اندازہ بالکل ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ حاجی وارث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدون کا تہ بند ہوتا ہے جو فقیری اختیار کرتے ہین۔ پھونگی صرف زرد رنگ کا تہ بند باندھتے ہین اور عموماً یہ تہ بند ریشمی ہوتا ہے۔ بہت کم ایسے پھونگی ہونگے جو سوتی کپڑے کے تہ بند باندھتے ہین۔ بعض پھونگیونکا تہ بند نہایت بیش قیمت ہوتا ہے جو چھیا ہٹون مسافرون کیلیئے بنائے جاتے ہین انمین کسی قسم کا اسباب نہین ہوتا لیکن جن چھیا ہٹون مین پھونگی رہتے ہین۔ انمین نہایت اعلی درجہ کا فرنیچر ہوتا ہے۔ اعلی قسم کی بیش قیمت مسہریان سونے کو عمدہ لیمپ جلانے کو اور دوسرے اقسام کی آرائشی چیزین پھونگیون کے استعمال کیلیئے موجود ہوتی ہین تمام قسم کی خیرات پھونگیونکو دیجاتی ہے چونکہ مثل ہندو کی قوم کے بدھ مذہب والے بھی تناسخ کے قائل ہین اور انکا بھی یہ عقیدہ ہے کہ مردون کو ایصال ثواب کو اگر وہ چیزین جنکی انسان کو اپنی زندگی مین ضرورت ہوتی ہے۔ خیرات مین دیجاوینگی تو دوسرے جنم مین یہی چیزین انکو استعمال کرنیکو ملینگی لہذا یہ بھی مردون کے ایصال ثواب کیلیئے

والی رہ جاتی ہے ... خیرات کرتے ہیں اسی طرح ہنود میں اس قسم کے تمام مال کے مستحق ٹھہرائے ہوتے ہیں جنکی تقلید میں مسلمانوں نے بھی یہاں کنجر ملا کا ایک فرقہ بنا لیا ہے۔ اسی طرح بدھ مذہب والوں میں اس قسم کے تمام اسباب کے مالک بھکشو ہوتے ہیں۔

بھکشو کسی سے سوال نہیں کرتے مگر یہ لوگ ہر قسم کی خیرات اور عمدہ عمدہ کھانے کھا کر بھکشوؤں کیلئے جیسا ہنود میں سمجھتے ہیں۔ خصوصاً مردوں کے ایصال ثواب کیلئے انواع و اقسام کے لذیذ کھانے تیار کرائے جاتے ہیں کیونکہ مثل ہنود کے بدھ مذہب والوں کا بھی عقیدہ ہے کہ جس جس قسم کے کھانے خیرات کئے جاتے ہیں۔ دوسرے جنم میں وہی کھانے ملینگے۔ بعض اتفاقات میں کسی بھکشو کے پاس کھانا نہ پہنچے تو وہ بازار میں جاتا ہے۔ اور دروازہ پر جا کر خاموش کھڑا ہو جاتا ہے۔ سوال مطلق نہیں کرتا۔ جس دروازہ پر بھکشو جا کر کھڑا ہو جاوے مالک مکان کا فرض ہے کہ وہ ضرور کھانا کو دے جب بھکشو کسی جگہ مانگنے جاتے ہیں تو ہاتھ میں پنکھا یا چھتری کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ جسے منہ کے سامنے کر لیتے ہیں۔ تاکہ عورت کی شکل نہ دکھائی دے۔ لیکن جیسا پہلوں میں مرد و عورت ساتھ رہتے ہیں جس وجہ سے اکثر اخلاقی خرابیاں بھی پیدا ہوتی ہیں جیسا منہ عورت و مرد کا ساتھ رہنا اور بھیک مانگتے وقت منہ کے سامنے پنکھا کرنے پر گرد کہائیں۔ گلگلاون بہکنے کی مثل صادق آتی ہے۔ اور جو اس امر کا ثبوت ہے کہ اعتدال سے گذر جانا کسقدر مضر ہے اسلام نے اسی وجہ سے اعتدال پر قائم رہنے کی تاکید کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات عبادت کرنے اور بارہ مہینے روزہ رکھنے کی اسی وجہ سے ممانعت کر دی کہ اسمیں اعتدال نہیں رہتا۔ بھکشو نہایت موٹے تازے اور مضبوط ہوتے ہیں گال پھکنے جیسے۔ یہ کوئی کام نہیں کرتے اور ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور سیر کرتے پھرتے ہیں۔ بےفکری اور عمدہ غذا کھانے کیوجہ سے اور سیر و تفریح کرنیسے یہ نہایت تندرست معلوم ہوتے ہیں۔ سوائے اسکے کہ دیہات میں جو لوگ پڑھنا چاہتے ہیں۔ انہیں پڑھا دیں۔ باقی ان کا کوئی کام نہیں ہے۔ بھکشوؤں کی مردم شماری روز بروز ہونے کیوجہ سے بھکشوؤں کی کثرت بھی ہے جس قوم کا کثیر حصہ بالکل بیکار ہو اور بجائے اس کے کہ خود محنت کرے وہ دوسروں پر بار ہو۔ اس قوم کا ترقی پانا ناممکن ہے۔

بھکشوؤں کی زندگی پر کوئی بے تعصب اور محقق شخص جس کا دماغ صحیح ہو اگر غور کی نظر ڈالیگا تو یقیناً اسلام کی صداقت کو تسلیم کرے گا۔ اسلام سے قبل دنیا کے تمام مشہور مذاہب میں تارک الدنیا ہونا اور رہبانیت کی زندگی بسر کرنا نہایت ثواب کا کام سمجھا جاتا تھا۔ سب سے پہلے کس نے دنیا کو رہبانیت کی خرابیاں بتائیں۔ وہ کونسا مذہب تھا جس نے رہبانیت کی نہایت سختی کے ساتھ اس وقت مخالفت کی جبکہ یہود میں احبار عیسائیوں میں قسیس اور رہبان اور بدھ مذہب میں بھکشو اور ہنود میں سادھو جوگی۔ بیراگی اور سنیاسی ہونا سب سے بڑی عبادت تھی اور اس گروہ کی عظمت و اقتدار اپنی اپنی قوم کے دلوں میں بہت زیادہ بیٹھی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے ڈنکے کی چوٹ اسلام نے دنیا کو اس مذموم طریقہ کو بتایا۔ اسلامی روشنی سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت کو پروٹسٹنٹ بنا کر رہبانیت کا مخالف بنا دیا۔ اب ہنود میں انگریزی تعلیم کی بدولت ایک طرف بعض آریہ لیڈر اور دوسری جانب رائے بہادر لالہ بیجناتھ وغیرہ سادھوؤں کے گروہ کی خرابیاں دکھا رہے ہیں۔ اور سادھوؤں کے گروہ کی بیخکنی کرنے پر آمادہ ہیں۔ لیکن افسوس ہے تو اس کا کہ خود اسلام کے پیرو اسلامی تعلیم سے بے پروائی کر رہے ہیں۔ تاہم اگر مسلمانوں میں دوسری اقوام کے اثر سے کچھ خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ تو یہ قصور مسلمانوں کا ہے۔ نہ خود مذہب اسلام کا۔

ہم بھکشوؤں کے حالات سے دوسرا نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ جو لوگ ترک دنیا کے مدعی ہیں وہ خود دنیا داروں سے زیادہ دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں بھکشوؤں کے بیش قیمت تہ بند ان کا اعلیٰ درجہ کا فرنیچر ان کی نفیس خوراک اس امر کا ثبوت ہے کیا یہ حالات دیکھنے کے بعد ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں میں اس طبقہ کی حالت کا کھوج لگا دیں جو دوسروں کی خیرات پر گذر اوقات کرنے والا ہے۔ اگر کھوج لگایا جاویگا تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ خیرات دینے والوں کی حالت بدتر ہے۔ خیرات لینے والوں کی حالت سے جو منشا خیرات کے خلاف ہے دوسرا امر غور طلب یہ ہے کہ ہنود میں اور بدھ مذہب والوں میں تناسخ کا عقیدہ ہے۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ خواہ کھانے کی چیز ہو یا استعمال کی جو کچھ خیرات دیجاوے گی وہ دوسرے جنم میں بجنسہ ملیگی۔ لیکن اسلام نے تناسخ کی تعلیم نہیں دی نہ کوئی ایسی تعلیم دی کہ جو چیز بنظر ایصال ثواب دیجاوے وہ بجنسہ ملیگی۔ اور نہ زمانہ رسول اللہ صلعم وصحابہ کرام اور آئمہ معصومین سے یہ ثابت ہے کہ وہ اس طریقہ کی خیرات کرتے تھے۔ آج جیسی کہ ہنود یا بدھ مذہب میں رائج ہے ایسی حالت میں یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ غور کریں کہ جس طریقہ سے اسلام میں خیرات کی اور میت کو ایصال ثواب کی تعلیم ہو۔ اور جو طریقہ ایصال ثواب کا قرون اولیٰ میں محقق ہوا ہی کی ہم کو پابندی کرنا چاہئے۔ اسلامی تعلیم کی بموجب خیرات نام ہے۔ حاجت روائی کا حاجت خواہ کھانے کی ہو۔ یا پانی کی۔ کپڑہ کی ہو یا نقد روپیہ کی یا کسی دنیاوی کام کی ہو یا نیک مشورہ کی۔ خیرات کا مقصد ہے۔ کسی شخص واحد کو یا کسی جماعت و قبیلہ کو یا تمام قوم کو کسی تکلیف اتفاقیہ سے جسمیں وہ مبتلا ہو بچانا اور اسکی بھلائی کے اسباب فراہم کرنا خیرات کی غرض ہوتی ہے ثواب حاصل کرنا یا کسی میت کو ثواب پہونچانا پس پابندی طریقہ رسول اللہ یقیناً سب سے بہتر طریقہ ہے۔ اور ہم میں ہر شخص کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے۔ اور نہ صرف عقیدہ بلکہ جو کچھ حیات النبی ارواحی فداک نے فرمایا یا خود کیا ہے۔ ہم بھی وہی کریں اور ہمیشہ دوسری اقوام کی تشبہ فی الدین سے احتراز کرتے رہیں۔ (البشیر)

التبلیغ

جب سے الحکم کے ذریعہ اخبار ملت اور قوم کی خدمت کا بوجھ میں نے اپنے سر پر لیا ہے میں ہمیشہ اس ٹوہ اور تلاش میں رہتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو امام الزمان کے ہر قسم کے ملفوظات اور مراسلات یکجا ہو جائیں۔ ڈائری کے التزام کے بعد الحکم نے جو قابل قدر کام کیا وہ اعلیٰ حضرت کے مکتوبات کا جمع کرنا تھا چنانچہ گذشتہ سالوں کے الحکم حضرت حجۃ اللہ کے بیش قیمت مکتوبات سے لبریز ہیں۔ اگرچہ بعض **ناقدر شناس** زبانوں سے میں نے یہ ناگوار الفاظ بھی سنے کہ الحکم کو بوسیدہ مکتوبات سے پر کیا جاتا ہے مگر میں نے ان کو ناواقف اور بیخبر سمجھ کر معذور سمجھا۔ جو لوگ ان گوہر نایاب کے قدردان تھے اور ہیں وہ اب تک میری ان مساعی کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اسے احسان عظیم سمجھتے ہیں کہ الحکم کے ذریعہ حضرت حجۃ اللہ کی تعلیم کو یکجا کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ حضرت اقدس کی تفسیر القرآن کو یکجا کر دوں چنانچہ وہ سلسلہ الحکم میں جاری ہے اور اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے تمام اشتہارات کو بھی الحکم کے ذریعہ محفوظ کرنیکی سعی کروں۔ میں نے سنہ ۱۸۹۸ء میں **مجموعہ اشتہارات** چھاپنے کا ارادہ کیا تھا اور اکثر احباب نے زر نقد سے اعانت دینے کی آمادگی ظاہر کی مگر میں نے شکرگذاری کے ساتھ انکو باز رکھا اس مجموعہ کی ایک مجلد طیار کرنے پر صدہا روپیوں کی لاگت آتی ہے۔ میں نے بجائے اسکے کہ ایک کتاب کی صورت میں چھاپوں مناسب سمجھا ہے کہ الحکم ہی کے ذریعہ اسے محفوظ کر دوں امید ہے ناظرین الحکم اپنے عاجز خادم کی اس خدمت کو خاص نظر سے دیکھیں گے اور اسکی اشاعت کے بڑھانے میں بڑے جوش سے حصہ لیں گے۔ الحکم کی اشاعت ہزاروں تک ہونی چاہئے۔ اور ہو سکتی ہے مگر افسوس ہے کہ احباب توجہ نہیں کرتے۔ اور وہ اس **قومی فرض** سے غافل ہیں۔ میرے مکرم **سید امیر علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر** نے **الحکم کو ایک سو خریدار** دینے کا **وعدہ** فرمایا ہے اور وہ اسوقت تک پانچ خریدار دے چکے ہیں۔ اگر دس **امیر علیشاہ** الحکم کے ناظرین میں پیدا ہو جائیں تو الحکم دنوں میں ہزاروں تک پہونچ جاوے تاہم میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے الحکم کی بہت بڑی ترقی کی امید کرتا ہوں۔

اسی ضمن میں منشی عالم شیر صاحب سارجنٹ کوئٹہ کا بھی شکرگذار ہوں جو الحکم کے کل خریداروں کا ثریا توسیع اشاعت کی کام میں کفارہ کر رہے ہیں وہ اس میدان میں بڑی ہمت سے کام کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اور اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔

بہر حال جو لوگ حضرت اقدس کے کل اشتہارات کے مجموعہ کے خواہشمند تھے انہیں بہت اچھا موقع حاصل ہے کہ یہ مجموعہ تو ان کو مفت ملجاویگا۔ اور الحکم کی قیمت ادا کرکے اور بھی سینکڑوں عجیب پر معنی اور مفید مضامین سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

اطلاع

بعض احباب کی خدمت میں میں نے وی پی ارسال کئے اور وی پی کے ارسال کرنیسے پہلے خطوط اطلاعی لکھے ہمارے بقایا داروں نے ذرا بھی توجہ نہ کی فوراً وی پی انکاری کرکے واپس کر دیا جس سے مطبع کو بھی زیر باری اٹھانی پڑی پس بقایا دار احباب کی خدمت میں ضروری التماس ہے کہ بقایا ارسال کریں اور

جس جس احباب کی خدمت میں وی پی جاوے وہ براہ مہربانی وصول فرماویں۔

ضروری گذارش لایق توجہ گورنمنٹ

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کیجاتی ہے بعض اخباروں نے خاصکر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ میں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شایع کی ہے حالانکہ انکو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ میں نے شایع کیا وہ نیک نیتی سے ہے اور نہ کسیکو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے میں نے پہلے اس سے ۱۹ء میں ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شایع کی تھی جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک لرزہ سخت آنیوالا ہے جو نمونہ قیامت ہوگا اور پھر میں نے اسی زلزلہ کے بارہ میں بھی سنہ ۱۹۰۳ء میں بذریعہ اخبار شایع کیا کہ وہ زلزلہ آنیوالا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہوجائیگا اور بڑی بڑی عمارتیں گر جائینگی اور جو عارضی طور پر فرودگاہ میں وہ بھی گر جائینگی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں میں وہ بھی نابود ہو جائینگی اور اس زمانہ سے پچیس ۲۵ برس پہلے میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اسی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ بہت جائینگے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جسکی تحریر کی حاجت نہیں تب بھی اس حادثہ سے اسقدر صدمہ ہوا کہ جسکی بیان کرنے کیلیے الفاظ نہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے جنکو میری مانند ملک کی اس تباہی کا دردناک صدمہ پہنچا ہو کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے باربار یہ خیال آیا کہ میں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شایع کرنیکا تھا اس پیشگوئی کو شایع نہ کیا کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اردو کے دو اخبار اور دو رسالوں میں شایع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اسکو شایع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اسوقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کی طرف متوجہ نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک ہوا کی بات جو میں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں دینے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کیطرف سے ملی تھی میں نے اسکی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر میں پورے طور پر اشاعت کرتا اور بار بار متنبہ کرتا تو ممکن تھا کہ میرے کاربند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں چنانچہ جسقدر میری جماعت میں سے دہرم سالہ اور کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی ان میں سے ضایع نہیں ہوا اسکی وجہ بھی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہوگی میں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یکدفعہ پھر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اور آنیوالا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کو سنتے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جسکو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ میں نے زلزلہ کی پہلی خبر کو کماحقہ کیوں شایع نہ کیا اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پاکر میرا دل اس بات کیلیے بے اختیار ہوگیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کروں اسی غرض سے میں نے تین اشتہار شایع کیے تا لوگوں کو متنبہ کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہاں تک ممکن ہو ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزل سہ منزل ہیں اور اب کی دفعہ میں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کے لیے کئی ہزار اشتہار شایع کیے اور اخباروں میں بھی یہی مضمون شایع کر دیا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شایع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کے لیے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وایسرائے الہند کی خدمت میں بھیجی گئی اور انگریزی میں اس بات کی طرف توجہ ہوئی کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹالدے اور یا مجھے اطلاع دے اور پورے طور پر بتادے تاریخ اور روز اور وقت اس آنیوالے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کے لیے میں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنیوالے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنیوالا ہے۔ میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں باربار یہی نصیحت کی کہ جسکی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے بچاوے پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے میں معہ اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرایط ہمدردی میں داخل ہے اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں انکو کچھ خبر نہیں اور میں انکو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو میں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بنا پر یہ پیشگوئی نہیں کیگئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی ہیں پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اسباب کے باور کرنے کیلیے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائیگا پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خواری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں سے تشویش میں پڑینگے سو انکی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو اگر انکو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کیلیے جیلخانے کیوں طیار کرتیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اشتہارات سے تشویش میں ڈالدیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیسی تشویش ہے میں منجم ہونیکا دعوی نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعوے ہے صرف یہ دعوے ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پاتا ہوں مگر اس وحی [illegible]

یہ لوگ سخت مکذب ہیں اور اسی بنا پر [illegible] اور دجال کہتے ہیں اور اسی بنا پر پچیس برس کے عرصہ سے یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شایع کیے ہیں کہ اس دعویٰ میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اسقدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دنیا میں اشتہار شایع کر چکے ہیں جن سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے ڈرتے ہوں جو شخص انکے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں ؎۲ اگر مجھے بندگان خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو میں ایک ورق بھی شایع نہ کرتا مگر پہلی پیشگوئی کا بڑی زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اس طرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شایع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کماحقہ شایع کردوں بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کردیں لیکن اگر میرے ان اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط سے کام لیکر بچ جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کریں اور انکی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے کیا میں کبھی مر نہیں سکتا تا اپنی جان سے ایسی محبت رکھوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہارات اس غرض سے لکھے گئے ہیں تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کرلیں مگر اس حق پوشی کا میں کیا جواب دوں میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ اسلام [illegible] یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی [illegible] مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے بلکہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کیلیے یہ دنیا عدالت گاہ نہیں ہے اس کے لیے عالم آخرت مقرر ہے اور جسقدر قوموں کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر پڑے یا طوفان سے غرق کیے گئے یا زلزلہ نے ہلاک کیا اسکا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بت پرست یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قایم ہوتے تو کبھی ان پر عذاب نہ [illegible]

ٔ۱ اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ہم نے اپریل [illegible] مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے ہم نے کوئی تاریخ نہیں لکھی ایسی پیشگوئی [illegible] سنتہ اللہ کے [illegible] انجیل میں بھی [illegible] اور گو تاریخ مقرر نہیں ہے مگر تاہم قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔

؎۲ یہ جگہ نمونہ کے طور پر [illegible] کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس [illegible] کہ ہماری پیشگوئیوں کی [illegible]

لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گستاخ اور نہایت درجہ شوخیان دکھلائیں اور انکی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہوگئی اس لئے اسی دنیا میں انپر عذاب نازل ہوا خدا کریم و رحیم ہے [illegible] دیکھا ہے اگر اس زمانہ کے لوگ [illegible] اور بدکاریوں و [illegible] اور طرح طرح کے برے کاموں پر ایسے جرأت نہ کرین گویا خدا نہیں ہے تو ہرگز ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ یعنے خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کریگا اگر تم شکرگزار بن جاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اسکی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو۔ ایسا ہی اسکے مقابل پر فرمایا ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ یعنے انکو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بنجاؤ اور اسکی یاد میں مشغول نہ ہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پرواہ کیا رکھتا ہے اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اسکے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری کے ساتھ اسکے تمام اعمال ہون۔ تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جس کا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کہایا جاتا ہے اور کہال بھی بہت سے کامون مین آجاتی ہے۔ اور مین جانتا ہون کہ جسقدر میں نے لکہا ہے وہ ان لوگون کیلئے بس ہے جنکے دل پتھر نہیں ہیں اور جو جانتے ہین کہ خدا ہے۔

والسلام على من اتبع الهدى

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

بقیہ نوٹ کی باقی ہے تو یہ پیشگوئیان کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں اور نہ لوگ اسکے ذکر مین بلکہ سیر مضحکہ اڑاتے ہین چنانچہ ایک زدہ اشتہار کی کچھہ عبارت ہم اس جگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکہاتے ہین کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیونکا کیا اثر پڑ سکتا ہے اور وہ عبارت یہ ہے مین آج ۶ مئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعوے کے اعلان کرتا ہون اور تمام لوگون کو اس بات کا یقین دلاتا ہون کہ خوفناک درجہ [illegible] دلونکو اطمینان اور تسلی دیتا ہون کہ قادیانی نے ۵۔۸۔۲۱۔ اور ۲۹۔ اپریل کو اشتہارون اور اخبار و مین جو لکہا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئیگا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا۔ گرچہ قادیانی زلزلہ کی اصلی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا مگر اس [illegible] کہ زلزلہ [illegible] آئیگا۔ اسلئے میں ان بھولی بھالے سادہ لوح اور ہمولو جو قادیانی کی طرف سے خاطیان اور اخباری [illegible] سے خوف پرستے مین پر صدق دل سے اطمینان اور تسلی دیتا ہون خوشخبری سناتا ہون کہ خدا کے فضل و کرم سے شہر لاہور وغیرہ مین قادیانی کا [illegible]

مدرسہ تعلیم الاسلام اور کالج

تعلیم الاسلام سکول جنوری ۱۸۹۸ء کو کھولا گیا تھا اور صرف پرائمری سکول تھا لیکن آج خدا کے فضل و کرم سے وہ تعلیم الاسلام سکول کالج تک ترقی کر گیا ہے سال گذشتہ مین چار طالب علم ایف اے کے امتحان مین شریک ہوئے تھے جن مین سے تین کامیاب ہوگئے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ یہ نتیجہ مین سمجھتا ہون پنجاب بہر اول درجہ کا ہے۔

اب جبکہ انٹرمیڈیٹ کا نتیجہ بھی نکل آیا ہے مناسب سمجھا گیا ہے کہ فرسٹ ایر کلاس کہولدی جاوے چنانچہ پہلی کلاس خدا کے فضل سے کہل گئی ہے تعلیم الاسلام کالج اپنی طرز کا پہلا کالج ہے جہان دینی اور رسمی علوم مروجہ کے ساتھ ساتھ دینیات کی تعلیم کا کافی انتظام کیا گیا ہے اور خاص نگرانی کی جاتی ہے۔ طلبا کی اخلاقی اور مذہبی ترقی کا [illegible] کیا جاتا ہے۔ کالج کی فیس تین روپیہ [illegible] ایک یا پانچ روپیہ ماہوار تک حسب [illegible] اور [illegible] صرف [illegible] روپیہ

کالج کے متعلق بورڈنگ ہوس [illegible] جسکے داخلہ کی فیس ایک روپیہ ہے۔ بورڈنگ مین ہر طرح کی مناسب آسایش کا لحاظ رکھا گیا ہے اور طبی مشورہ اور ضروری علاج کیلئے ایک ڈسپنسری بھی ایک تجربہ کار ڈاکٹر کے ماتحت ہے جو سالہا سال آپ انجمن حمایت اسلام کی ڈسپنسری کا انچارج رہا ہے۔

جو والدین اپنے بچوں کی روحانی جسمانی اور اخلاقی حالت کی اصلاح کے خواہشمند ہین اور ساتھ ہی کالج کی تعلیم بھی دلوانا چاہتے ہین ان کیلئے قادیان کا کالج سے بہتر جگہ نہیں ملیگی ضروری دریافت طلب امور کیلئے پرنسپل صاحب کالج سے خط و کتابت کرو۔

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

تعلیم الاسلام ہائی سکول کیلئے ایک انٹرنس پاس جونیر ٹرینڈ انگریزی ٹیچر کی اور ایک نارمل ڈرل ماسٹر کی ضرورت ہے تجربہ کار کو ترجیح دیجائیگی تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے ہو سکتا ہے درخواستین معہ نقول اسناد ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے نام آنی چاہئین۔

نعوذ باللہ اگر یہ نہیں آئیگا نہیں آئیگا!! اور نہیں آئیگا!!! آپ بالکل مطمئن اور تسلی رکھین مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الہی اور کشف کے ذریعہ دیگئی ہے جو انشاء اللہ بالکل صحیح ہوگی مین مکرر کہتا ہون اور یہ اس نور الہی سے جو مجھکو بذریعہ کشف دکھایا گیا ہے مستفیض ہوکر اور اس کے اعلان کی اجازت پاکر [illegible] کہتا ہون کہ قادیانی ہمیشہ کیطرح اس زلزلہ کی پیشگوئی مین بھی ذلیل اور رسوا ہوگا اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے تمامی [illegible] مخلوق کو اپنی امن و حفاظت مین رکھیگا [illegible] [illegible] تباہ ہوگا۔

ملا محمد بخش حنفی سیکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور۔

زلزلہ کی خبریں

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے زلزلہ کی سرکاری رپورٹ اور ریلیف کی روئداد شائع ہوگئی ہے

دہرمسالہ کے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کی امداد مین ایک جدا فنڈ باہتمام لارڈ کچنر کھلیگا۔

زلزلہ ریلیف فنڈ کے لئے جو کم از کم ۵ لاکہہ کی رقم مطلوب تھی اسمین سے ۳ لاکہہ اتنک فراہم ہوچکا ہے ولایت سے بھی بہت روپیہ آیا ہے جسکی صحیح میزان ابتک معلوم نہین۔

ڈاکٹر ایونگ پریذیڈنٹ اور رائے [illegible] سندر داس صاحب جوائنٹ سکرٹری زلزلہ ریلیف فنڈ نے کانگڑہ۔ پالمپور۔ دہرمسالہ اور دیہات مین گھومکر مفصل حالات دریافت کئے ہین۔

سر چارلس ریواز بہادر نے رخصت پر جانے سے پہلے گورنمنٹ آف انڈیا کو ان تجاویز سے مطلع کیا ہے جو ضلع کانگڑہ مین زلزلہ کی تباہی کی مدافعت کیلئے اختیار کیگئی ہین۔

پالمپور سے اطلاع ملی ہے کہ منڈی اور باجورا کے مابین سڑک بہت خراب ہے اور بعض جگہ زلزلہ کے باعث خطرناک بھی ہوگئی ہے۔ ۳۰۔ اپریل کو ٹیلیگراف درست کرنے والی پارٹی سڑک پر سے گذر رہی تھی کہ یکایک پہاڑی کا کچہہ حصہ زمین پر آپڑا سب لوگ بال بال بچے۔ دیسی انسپکٹر کا بازو ٹوٹ گیا دو خچر کہڈ مین گر پڑے مگر صحیح بوجہ گئے۔

زلزلہ سے [illegible] کی ہیئت مین عظیم فرق آگیا ہے انکا دوبارہ پیمایش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیمل بیک۔ واسنٹ [illegible] اور [illegible] کی چوٹی سب نیچے دبگئی ہین۔

لارڈ کچنر نے فوجی مصیبت زدگان زلزلہ کیلئے جو فنڈ کہولا ہے اسکی میزان اجمالاً ۱۲۰۰ پونڈ تک پہنچ چکی ہے۔

مسٹر سیکن اینڈ کو وہائٹ اینڈ کو نے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۵ ہزار دیا۔

کلّو کے دور دراز حصہ سے اطلاع ملی ہے کہ گذشتہ کے چشمے کئی جگہ پہوٹ نکلے ہین۔ یہ بات قرین قیاس ہے اسلئے کہ منڈی اور کلّو مین اکثر مقامات پر پہاڑ اور گرم چشمے پہلے سے موجود ہین۔

مسٹر سیسن جے ڈیوڈ نے بمبئی سے زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے ۲ ہزار روپیہ جمع کرکے سر ڈینزل ابٹسن کے پاس ارسال کیا ہے۔ آپنے بمبئی مین ایک الگ فنڈ اسکے لئے کہولا ہے جسکی یہ پہلی قسط ہے۔ ہز آنر نے مسٹر سیسن اور اہل بمبئی کی اس فیاضی پر جو انہوں نے غیر صوبہ کے ساتھہ کی نہایت خوشنودی ظاہر فرمائی۔

مسٹر [illegible] ایم مالاباری نے بھی بمبئی مین ریلیف فنڈ کیلئے بہت سعی کی ہے۔

بنگال [illegible] بنگال لاہور مین زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے [illegible] کی کمیٹی مین [illegible] چندہ وصول شدہ ایک لاکہہ ۲۰ ہزار ۴ سو [illegible] ہوچکی ہے۔

نیوزیلینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ ہندوستان کے زلزلہ کے وقت وہان بھی خاصی حرکتین محسوس ہوئین۔

چترال سے اطلاع ملی ہے کہ ۴۔ اپریل کو وہان بھی ہلکا زلزلہ محسوس ہوا۔

کلّو مین سیپر کمپنیون کیلئے سامان خورد و نوش پہونچانیکا خاص انتظام کیا جارہا ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے فیصلہ کیا ہے کہ زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے چندہ کھولا جائے۔

لارڈ کچنر کے ریلیف فنڈ مین افواج سے علے العموم چندہ لیا جائیگا۔ چنانچہ برہمن رجمنٹ نمبر اول نے فہرست مین سب سے پہلے ۵ سو روپیہ دیا۔

لاہور کے ٹاؤن ہال باغ مین ۹ مئی کو ۶ بجے صبح کے زلزلہ ریلیف فنڈ کے متعلق ایک عام جلسہ کیا گیا۔

سرکاری تخمینہ کے مطابق ۴۔ اپریل کے زلزلہ سے شہر مین ۸ لاکہہ کا نقصان ہوا۔

آئندہ زلزلہ کے خوف سے کپورتھلہ کے حکمران خاندان نے شہر سے باہر خیمون مین رہنا اختیار کیا تھا۔ راجہ صاحب کے خیمہ مین چوری ہوگئی چورون نے منجملہ دیگر مال و اسباب کے ایک نہایت قیمتی ہار بھی چوری کیا۔

شہنشاہ انگلستان نے زلزلہ کچنر فنڈ مین ایک سو گنی (۵۷۰۵) دی۔

سکندر آباد ڈویژن کے افسر نے زلزلہ ریلیف فنڈ کہولا ہے اعلان کیا گیا ہے کہ کم و بیش کا کچہہ خیال نکرین سب لوگ حسب حیثیت چندہ دین۔

بندر عباس سے ۳۰۔ اپریل کا تار مظہر ہے کہ ۲۵۔ اپریل کو ایک بجے دن کے یہان سخت زلزلہ محسوس ہوا۔ اسکا جھٹکا نہایت ہولناک تھا۔ پھر ایک جھٹکا ۵ منٹ پر اسی زور کا لیکن پہلے سے کم دیر تک رہا۔ غرض پانچ زلزلے اسطرح ۴۰ منٹ مین معلوم ہوئے مکان اسطرح لرزتے تھے کہ خوف معلوم ہوتا تھا۔ چند دوکانین اور دیوارین گر بھی گئین۔ بندر عباس کی پشت پر جو کوہ غنا ہے ۴ سو گز تک نیچے دب گیا۔ اطلاع ملی ہے کہ ایک جگہ زمین شق ہوگئی اور پچاس آدمی تلف ہوگئے۔ قصبہ سرومین بھی بہت نقصان ہوا۔ ۲۶۔ ۲۷۔ اور ۲۹ کو بھی ہلکی حرکتین محسوس ہوئین برٹش انڈین کمپنی کے دفتر کو اول زلزلہ سے کسیقدر نقصان پہونچا۔ دیوارین کم و بیش شکستہ ہوگئین۔

ڈپٹی کمشنر کانگڑہ کی رپورٹ ہے کہ ضلع کانگڑہ اور کلّو مین غلہ اور خوراک بہت ہے اور بہت گران ہے بخیر لوگون کے لئے اس سے بہتر کوئی موقع حصول ثواب کا نہوگا۔ یہان ایسے خاندان اسوقت بے سر و سامان ہین جو زبان سے مانگنا تو کجا اگر انکی کچہہ امداد کی جاتی ہے تو بھی ایک خاص شریفانہ حیا انکے چہرہ سے ظاہر ہوتی ہے گورنمنٹ ریلیف کمیٹی۔ آریہ سماج اور دیگر اقوام کی کوششون کے باوجود ابھی وہان کرنیوالون کے لئے بہت کچہہ کرنیکا موقع ہے۔

بنگال کے ایوان تجارت نے جو اپیل زلزلہ ریلیف فنڈ کیلئے کہولا تھا اسمین ابتک ۲۸ ہزار ۷ سو ایک روپیہ چندہ ہوچکا ہے۔ پہلی فہرست چندہ عنقریب شائع کی جائیگی۔ مسرز مکنیل اینڈ کو نے ۷ ہزار ۵ سو روپیہ اور مسرز کلبرن اینڈ کو نے ۵ ہزار چندہ مین دیا۔ چندہ دہندگان کم و بیش کا کچہہ خیال نکرین کمیٹی چھوٹی اور بڑی سب رقمونکو شکریہ کے ساتھہ منظور کرے گی۔

(وطن)

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی کرم بخش صاحب عرائض نویس [illegible] ضلع پشاور ۵؍
۲۔ منشی تفضل احمد صاحب سپرنٹ [illegible] چینیوٹ ۸؍
۳۔ میاں دین محمد صاحب قادیان ۶؍

۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء میزان [illegible]

۱۔ جماعت لاہور معرفت حکیم محمد حسین صاحب قریشی [illegible]
۲۔ منشی غلام محمد صاحب [illegible] ضلع گورداسپور [illegible]
۳۔ جماعت مالیر کوٹلہ معرفت مولوی محمد نواب خان صاحب [illegible]
۴۔ جماعت پشاور معرفت مولوی غلام حسن صاحب [illegible]
۵۔ [illegible] خانصاحب رسالدار [illegible] چھاؤنی
کوئٹہ بلوچستان ے
۔ میاں محمد بخش صاحب کونگشت علاقہ ملوٹ
ڈاکخانہ ڈوال (جہلم) ۴؍

۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان با جماعت مردان [illegible]
۲۔ منشی مہردین صاحب اپیل نویس مردان عہ؍
۳۔ جناب میر ناصر نواب صاحب قادیان [illegible]

۱۹ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ منشی محمد حیات صاحب [illegible] ڈاکخانہ حافظ آباد [illegible]
۲۔ منشی عبد اللطیف خانصاحب معرفت جماعت [illegible]
۳۔ منشی محمد ادریس صاحب [illegible] ضلع گجرات [illegible]
۔ منشی [illegible] کلرک [illegible] ڈیرہ غازیخان [illegible]
۵۔ جماعت احمدیہ [illegible] معرفت مولوی قمر الدین صاحب [illegible]
۶۔ [illegible] صاحب زرگر [illegible] ضلع منٹگمری [illegible]

۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ چودھری مولوی عبد السلام صاحب قادیان دار الامان ۲؍
۲۔ مولوی فضل کریم صاحب [illegible] تحصیل [illegible] [illegible]
۳۔ جماعت سکندر ضلع گجرات [illegible]

۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ [illegible] معرفت حافظ حسین [illegible] صاحب [illegible]
۔ حضرت حکیم الامت صاحب بروز جمعہ [illegible]
۳۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھواں [illegible]
۴۔ [illegible] ملازم دفتر [illegible] میاں [illegible] ۱۲؍
۵۔ منشی ہاشم علی صاحب [illegible] ضلع فیروزپور ۸؍
۶۔ منشی امام الدین صاحب پٹواری لوہ چب
متصل قادیان دار الامان [illegible]

[illegible] میزان

۲۳ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں شیخ محمد [illegible] متصل قادیان دار الامان ۸؍
۲۔ حکیم [illegible] صاحب قادیان دار الامان ے؍
۳۔ شیخ غلام نبی صاحب راولپنڈی ے
۴۔ منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ۸؍

۵۔ میاں وزیر خان صاحب [illegible] عہ؍
۶۔ میاں محمد خانصاحب [illegible] امرتسر [illegible]
۷۔ [illegible] غلام احمد صاحب [illegible]
ڈاکخانہ گلگت [illegible]
۸۔ سید علی شاہ صاحب [illegible] صدر بازار
نوشہرہ ضلع پشاور عہ؍
۹۔ منشی غلام داد صاحب [illegible] سنوری (پٹیالہ) [illegible]

[illegible] میزان

۲۵ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں الٰہی بخش صاحب و حکم دین صاحب
ملٹری پولیس گلوئی برما ے
۲۔ منشی محمد عثمان خانصاحب ہیڈ ڈرافٹسمین الہ آباد عہ؍
۳۔ جماعت مالیر کوٹلہ معرفت مولوی محمد نواب خانصاحب [illegible]
۴۔ بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر راولپنڈی ے؍

میزان [illegible]

۲۶ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ سید محمد شاہ صاحب [illegible] رسالہ [illegible] نوشہرہ عہ؍
۲۔ سید [illegible] شاہ صاحب مقام ریاسی (جموں) [illegible]

۲۷ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ میاں محمد بن محمد خلیل بمبئی عہ؍
۲۔ ابو غلام رسول صاحب [illegible] متصل ہنگو ۱۵؍
۳۔ میاں رحمت اللہ صاحب [illegible] ے
۴۔ مولوی الٰہی بخش صاحب [illegible] مدرسہ اسلامیہ [illegible]

۲۸ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ جماعت [illegible] معرفت ابو غلام حسن صاحب [illegible] [illegible]
۲۔ ابو غلام حسن صاحب [illegible] [illegible]
۳۔ [illegible] بخش صاحب [illegible] [illegible]
۴۔ مولوی فیروز الدین صاحب [illegible] عہ؍
۵۔ امام الدین صاحب [illegible] کادون ۶؍
۶۔ جماعت [illegible] معرفت منشی احمد الدین صاحب [illegible]
۷۔ جماعت قصور معرفت مرزا عبد العزیز صاحب [illegible]
۸۔ جماعت [illegible] معرفت منشی ولی داد خان صاحب [illegible]

۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء [illegible] میزان

۱۔ سید محمد شاہ صاحب احمدی متصل قادیان ۴؍
۲۔ [illegible] قاسم صاحب [illegible] [illegible]
۳۔ جماعت [illegible] معرفت بابو برکت علی صاحب [illegible]

میزان [illegible]

درخواست دعا

چودھری بھنبو خان صاحب احمدی [illegible] ضلع ہوشیارپور اطلاع دیتے ہیں کہ میری ہمشیرہ اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہیں۔ اس لئے ہر ایک مقام کی احمدی جماعت کو لازم ہے کہ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کریں

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ یا پٹوار گزٹ یا پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کو ایک برا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران بیشی، اہلمد، ضلعدار، پٹواریان نہر اور مال۔ نائب تحصیلدار، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، تحصیلدار، افسران مال، ڈپٹی کلکٹر نہر، مہتمم بندوبست۔ غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر آجتک محکمہ مال اور نہر کا سچا خدمتگذار ثابت ہوا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی علام نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے سرداران اور عام خیرخواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے جسمیں محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسران اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل۔ تنزلی۔ ترقی۔ موقوفی و بحالی اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب۔ گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کی جائے کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت اور ان کی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کر کے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپے ہے اور پیشگی قیمت دینے والے کو عمدہ کے ناول مفت ملتے ہیں۔

پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کی وجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دی جاتی یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کی جاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کی خاطر اخبار کی قیمت میں مزید اور رعایت کر دیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدیں گے تو ۲ روپے جاویں گے اور ناول بھی مفت نذر ہوں گے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فایدہ اٹھا کر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو درحقیقت انکی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر
منیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ
نولکھا لاہور

مرا برف باریدہ بر نشاید چو بلبل تماشائے

واقعی بڑھاپا دنیا کی خوشیوں کا خاتمہ ہے اور خاصکر جبکہ اولاد نہ ہو ان کا بڑھاپا تو غضب ڈھاتا ہے۔ ایسی اگر بالوں کی حد تک بڑھاپے کی ہوں تو مفصلہ ذیل طریقے برتیں۔ **شاہی خضاب** مثل تیل ہوتی ہے کہ لگایا جاتا ہے۔ بالوں کو دو منٹ میں سیاہ ہموار کر دیتا ہے۔ جلد پر داغ نہیں دیتا اور نہ بالوں کو سخت کرتا ہے قیمت دو روپے

روح افزا نامردی سستی لاولدی ضعف باہ دور کر جریان دور کرنیکے لئے اکسیر ہے۔ بوڑھوں کو نوجوان اور نوجوان کو پہلوان بنا دیتا ہے قیمت تین روپے فی شیشی

روح النسار حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر سے یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آئے سفید یا آنا۔ لاولدی ہو یا درد سوزش ہو غرضیکہ عورتوں کی سب بیماریوں کے واسطے مجرب۔ قیمت تین روپے فی شیشی

فرانسیسی گلگونہ چہرہ کی جھریاں چھائیاں مہاسے داغ کیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت اور اجلا بناتا ہے خوبصورتی کے واسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ۔

گویان وروغن۔ اس کے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں اگرچہ سفید ہو گئے ہوں تو بھی سیاہ ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ سیاہ رہتے ہیں قیمت دو روپے

بال اڑانیکا تیل بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ میں نازک سی نازک جگہ کے بال بھی دور ہوں قیمت فی شیشی

سرمہ میرا دھند، غبار، سلاہی، پھڑوال، پانی جانا وابتدائی موتیا بند کیلئے اکسیر ہے قیمت [illegible]

بواسیر خونی بادی، خونی بادی جدید یا پرانی کیسی ہی ہو اگر ہوں تو بلا تکلیف گم قیمت دو روپے۔

دمہ کیسا ہی پرانا دمہ ہو خواہ [illegible] ہو گئے ہوں۔ شرطیہ شفا ہو قیمت تین روپے۔
دوائی [illegible] مجرب اکسیر قیمت تین روپے۔
دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے۔

خط و کتابت کا پتہ
ڈاکٹر [illegible] ہسپتال فیروزپور شہر پنجاب

درخواست دعا

(۱) چودھری نور احمد صاحب احمدی [illegible] ضلع ہوشیارپور سے اپنی والدہ ماجدہ کے اس دار فانی سے انتقال کر جانے کی اطلاع دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ سے درخواست کرتے ہیں کہ مرحومہ کا جنازہ پڑھا جاوے

(۲) عماد الدین صاحب بمبئی سے اپنے والد بزرگوار کی وفات کی خبر تحریر کر کے جماعت احمدیہ سے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہیں

اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفی سارسا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر

بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کرتی اور نہایت بے نظیر ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دواؤں کا ست اور جوہر فی شیشی ۴ خوراک چار شیشی یعنی ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کے استعمال
میں مرد اور عورت لڑکے اور بوڑھے سب کو تمام عمر کیلئے صحیح و سالم اور تندرست و چالاک بنا دیتا ہے شیشی نمبر ۱ جوہر عشبہ وغیرہ شیشی نمبر ۲ جوہر چرائتہ وغیرہ شیشی نمبر ۳ جوہر شاہترہ وغیرہ شیشی نمبر ۴ جوہر چوب چینی وغیرہ چار جوہر ہے
استعمال کنندہ کو ہیضہ طاعون ... بخار ... اسہال ... آتشک سوزاک ... خارشت ... سفید داغ جذام ... ناسور ... بواسیر ... گنج ...
وغیرہ کی فسادات کو ہمیشہ کیلئے صاف کر دیتا ہے ... چاروں شیشیاں ایک ٹین کے بکس میں مقفل کر کے ... ایک روپیہ

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

... اعلیٰ درجہ کا مقوی معدہ اور ہاضم ... تندرستی کا ہمیشہ قائم رکھنے والا ... مرد اور عورت ...

... روغن ... اکسیر ... سرمہ نوری ...

... اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن ...

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر اعظم میڈیکل ہال مقیم گنج شہر بنارس ۔ نوٹ ۔ ...

کارخانہ احمدی احسن روح عطر یات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے ۔ بلحاظ تغیرات زمانہ
اور کارخانہ شہرت ... بلحاظ قدامت اب
ترقی ... اور عطر ... وغیرہ ... استعمال میں
... کارخانہ ...
... بطور نمونہ ... طلب کریں ۔

سچائی کا اظہار

کارخانہ کو بدگمانی دور کرنے کے واسطے ... ایک ذریعہ ... ایک دوا ...
... گولیاں جو اعلیٰ درجہ کی مقوی دل و دماغ
... منجن ... اکسیر ...
...
المشتہر حکیم ... حسین و حکیم محمد حسین ... کارخانہ احمدیہ ... دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر ... جاری ہے
مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی ۔
... تیل ... کارخانہ ...
... خریدار
المشتہر ... کارخانہ ... قنوج

... شیخ یعقوب علی تراب احمدی ... کے اہتمام سے ... شائع ہوا